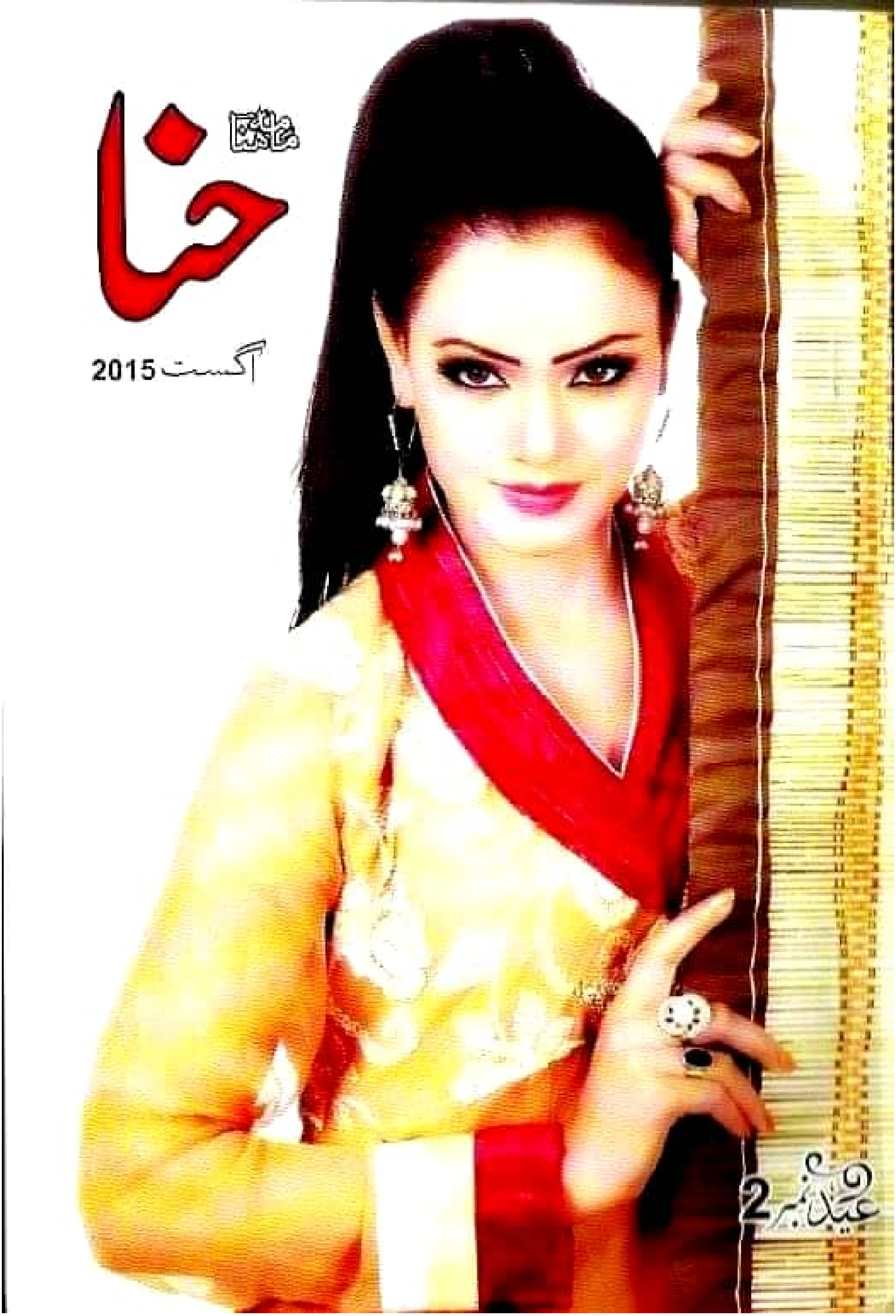

Scanned with CamScanner

تیری دید سے میری عید

ثروت انمول

digest library.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

وہ کچن سے جیسے ہی نکلنے لگی دروازے کے بیچوں بیچ مصطفیٰ کو دیکھ کر اسی کے ماتھے کی تیوری چڑھ گئی۔

''راستہ چھوڑو مصطفیٰ۔'' اس کی جذبوں سے لودیتی آنکھوں کو یکسر نظر انداز کر کے اس نے اپنا لہجہ حتی الامکان نرم رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں کڑواہٹ گھل گئی تھی۔

''اگر میں کہوں میں اپنا راستہ نہیں چھوڑتا تو۔'' دونوں بازوں سینے پر لپیٹے وہ شرارت سے گویا ہوا۔

''دیکھو مصطفیٰ نہ مجھے یہ مسخرہ پن اچھا لگتا ہے اور نہ ایسا بے ہودہ مذاق سو پلیز مہربانی کر کے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ۔''

''ورنہ کیا کرلوگی تم بولو۔''

''میں وہ کروں گی جو تمہاری ایک سو بہتر گرل فرینڈز نہیں کر پائی۔'' برداشت کا مادہ اب بالکل ختم ہو چکا تھا اور غصے سے اس کی حالت بری ہو رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا اسے کھری کھری سنا دے۔

''وہ تو تم بہت پہلے کر چکی ہو مائی سویٹ کزن میرا چھین وسکون چھین کر۔'' اس کے تلخ لہجے کے باوجود وہ بہت محبت سے مخاطب ہوا تھا، نجانے اسے یہ بحث کیوں اتنی دلچسپ لگ رہی تھی جو اسے راستہ دینے کی بجائے اسے اور بھی تپا رہا تھا۔

''اپنی زبان کو قابو میں رکھیں اور آئندہ یہ بے ہودہ القابات میرے لئے استعمال کرنے کی بجائے اپنی ان چہیتوں کے لئے استعمال کیجئے جنہیں یہ سب سننے کی عادت بھی ہے اور مزہ بھی آتا ہے۔'' وہ اسے پرے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھی لیکن اسے رکنا پڑا، کیونکہ اس کے ڈوپٹے

مکمل ناول

کے سرے کا آخری کونا مصطفیٰ کے ہاتھ میں تھا۔

"مصطفیٰ دوپٹہ چھوڑو۔" بغیر پلٹے اس نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں چھوڑتا آج تو بالکل نہیں جب تک تم صاف بات نہیں کر لیتی آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے، میں تو ایک بار نہیں ہزار بار کہہ چکا ہوں میں تم سے محبت کرتا ہوں، میری اتنی سی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی، کیوں میرے جذبے میرے احساسات کی پرواہ نہیں کرتی، لاکھوں لڑکیاں مجھ پر فدا ہیں مگر مصطفیٰ احمد صرف تم پر مرتا ہے، تمہاری اک جھلک دیکھنے کے لئے دیوانہ وار یہاں لپکتا ہے، کیوں کر رہی تم میرے ساتھ ایسا پلیز مناہل میری محبت کو سمجھ کر تو دیکھو نفرت کی نگاہ سے نہیں اک بار صرف محبت کی نگاہ سے دیکھو، سوچو پھر تمہیں مجھ میں کوئی برائی......"

"محبت کی تو تم بات ہی نہ کرو۔" اس کی بات بیچ میں کاٹ کر وہ شروع ہو چکی تھی۔

"اتنا لمبا لیکچر کم از کم مجھے مت دو مصطفیٰ کیونکہ میں تمہاری خصلت اور فطرت کو بخوبی جانتی ہوں، تمہیں عادت ہے صرف جیتنے کی اور اپنی پسند کی ہر چیز حاصل کرنے کی، لیکن میں نہ کوئی چیز ہوں اور نہ ہی کوئی کھلونا، جیتی جاگتی مناہل انوار ہوں، جو سانس لیتی ہے اور زندگی کو اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے گزارنا چاہتی ہے اور ویسے بھی مجھ پر تمہارے یہ گھسے پٹے ڈائیلاگ ذرا بھی اثر نہیں کریں گے جو تم ہر دوسری سیریل میں کسی نہ کسی کو کہہ رہے ہوتے ہو، سو پلیز بند کرو اپنی بکواس ورنہ تایا ابو کو بتانے میں ایک پل نہیں لگاؤں گی، کیسے شخص ہو تم کہ اپنے ہی چچا کی بیٹی سے فلرٹ کرتے ہوئے ذرا بھی تمہیں شرم نہیں آتی جیسے رشتوں کی اہمیت اور تقدس کا خیال نہ ہو وہ مناہل کی پسند نہیں ہو سکتا اور تم تو کبھی بھی نہیں انڈرسٹینڈ۔" وہ ایک جھٹکے سے اپنا دوپٹہ چھڑواتی بغیر پیچھے دیکھے تیزی سے چلی گئی، اک بار اگر مڑ کے دیکھ لیتی تو شاید اسے مصطفیٰ احمد کی محبت پر ہمیشہ کے لئے یقین آ جاتا۔

اس نے بے بسی سے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ اپنا دامن اس سے چھڑوا کر گئی تھی، اپنی آنکھوں کی نمی کو دوسرے ہاتھ سے صاف کرتا ہوا بہت مجبور لگا اس کے چہرے پر اک کرب پھیلا ہوا تھا، اس کی شرارت بھری آنکھوں میں اس پل اداسی نے ڈیرے ڈال لئے تھے، شاید محبت سب کا امتحان لیتی ہے اور وہ جان گیا تھا محبت میں انا اور سود و زیاں کا حساب بالکل نہیں ہوتا، تبھی اسے چاچی کی آواز سنائی دی۔

"ارے مصطفیٰ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور تمہاری یہ آنکھیں لال کیوں ہو رہی ہیں۔" انہوں نے پریشانی سے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میں پانی پینے آیا تھا لیکن شاید کچن میں سالن بن رہا تھا شاید اسی لئے آنکھیں لال ہو گئی ہے۔" اپنا بھرم رکھنا بہت مشکل ہے وہ آج یہ جان گیا تھا سو مسکراتے ہوئے چاچی کو تسلی دی۔

"لو بیٹا ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارو اتنے میں، میں کھانا لگاتی ہوں۔" فریج سے پانی کی بوتل نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ محبت سے کہہ رہی تھیں۔

"اتنی محبت اتنی اپنائیت آپ کی بیٹی کو کیوں نہیں ہے مجھ سے کیوں ہمیشہ وہ میرے خلاف رہتی ہے، کیوں نہیں وہ مجھ سے پیار کرتی کیا میں اس کی نظر میں اتنا برا ہوں کہ میں اس سے فلرٹ کروں گا وہ میری محبت کو فلرٹ سمجھتی ہے۔" یہ باتیں وہ چچی سے کہہ نہیں سکتا ہے اس لئے دل ہی

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

دل میں چچی سے مخاطب ہوا۔
''کیا سوچ رہے ہو؟'' اسے گم صم کھڑا دیکھتے ہوئے چچی نے سوال کیا۔
''چچی جان مجھے اک کام کے سلسلے میں جانا ہے کھانا باہر کی کھاؤں گا اس وقت کام بہت ضروری ہے، ورنہ میں آپ کے ہاتھ کا کھانا کبھی مس نہیں کرتا۔'' وہ جلدی جلدی ان کے ماتھے پر بوسہ دیتا ہوا باہر نکل گیا۔
''شریر۔'' بوتل فریج میں رکھتے ہوئے ناصرہ بیگم دھیرے سے مسکرائی۔

☆☆☆

مصطفیٰ احمد، سارہ بیگم اور حسن احمد کا اکلوتا بیٹا تھا، اس لئے لاڈلا بھی بہت تھا، اتنے لاڈ و پیار نے اسے بگاڑا نہیں تھا، مگر تھوڑا سا ضدی اور خودسر بنا دیا تھا۔
اپنی ضد کی وجہ سے اس نے میڈیکل کی پریکٹس چھوڑ کر اداکاری کا پروفیشن اپنا لیا تھا، اداکاری اس کا جنون تھا اور اس فیلڈ میں انتھک محنت کر کے اس نے اپنا اک مقام بنا لیا تھا، شوبز کی رنگین اور چکاچوند دنیا اسے اچھی لگتی تھی اس کی فرینڈ لسٹ میں لڑکیوں کی تعداد لڑکوں کے مقابلے زیادہ تھی اس کی بے شمار گرل فرینڈز تھی کچھ ایسی بھی جو اس سے شادی کی خواہش رکھتی تھیں، لیکن اس نے کسی کو بھی شادی کے خواب نہیں دکھائے تھے اس کے لئے وہ صرف فرینڈ تھیں، وہ خوبصورت تھا، ایجوکیٹڈ ہونے کے ساتھ ساتھ شوبز کی دنیا کا چمکتا ہوا ستارہ تھا اور جو بے انتہا دولت کا مالک تھا، اس کا ساتھ پانا ہر لڑکی کی خواہش ہو سکتی تھی یہ بات اسے بھی اچھی طرح معلوم تھی، لڑکیاں پکے ہوئے آم کی طرح اس کی جھولی میں آ گرتی، جب لڑکیوں کو اپنی عزت اور وقار کی فکر نہیں تھی تو وہ کیوں کرے اس خیال نے اسے اور بھی آزاد کر دیا تھا، لیکن اتنی آزادی کے باوجود اس نے کبھی اپنی حد کراس نہیں کی تھی۔

☆☆☆

''پتا ہے آپی آج مصطفیٰ بھائی مجھے کالج چھوڑنے گئے آپ یقین کریں آپی پورا کالج گیٹ پر اکٹھا ہو چکا تھا اور سب لڑکیاں میری طرف رشک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، یہاں تک وہ تنک چڑھی نشاء بھی میرے پیچھے دم ہلاتی پھر رہی تھی، اپنی تو الگ ہی ٹور بن گئی تھی، سچ بڑا مزا آ رہا تھا، مصطفیٰ بھائی کی وجہ سے مجھے بھی خاص پروٹوکول ملا آج۔'' کالج سے آتے ہی وہ مصطفیٰ نامہ شروع کر چکی تھی، تعریفوں کے پل پر پل کھڑے کیے جا رہے تھے جبکہ مناہل کے ماتھے کی لکیروں میں اچھا خاصہ اضافہ ہو چکا تھا۔
''مجھے تو حیرت لڑکیوں پر اتنا پاگل کیوں ہو جاتی ہیں وہ شوبز کے کسی بھی فرد کو دیکھ کر وہ بھی انسان ہوتا ہے اس کی بھی دو آنکھیں دو کان اور ایک ہی ناک ہوتی ہے اور تمہیں کہا کس نے تھا اس جوکر کو اپنے کالج لے جانے کے لئے۔'' وہ مسلسل ناک منہ چڑھا کر بول رہی تھی۔
''پلیز آپی آپ تو رہنے ہی دیں، مصطفیٰ بھائی کی تعریف آپ کو کہاں برداشت ہو گی حالانکہ اتنے پیارے اتنے سویٹ ہیں، عورتوں کی عزت کرنا اور اچھی گفتگو کرنا کوئی ان سے سیکھے، خوبصورتی تو ان پر ختم ہوتی ہے میں نے کسی مرد کو اتنا خوبصورت نہیں دیکھا بالکل یونانی دیوتاؤں کی طرح حسین پتہ نہیں آپ کیوں ان سے اتنی اکھڑی اکھڑی رہتی ہیں۔'' ایمان غصے سے واک آؤٹ کر چکی تھی، کیونکہ مصطفیٰ کے خلاف وہ ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی تھی جبکہ مناہل کے پاس بیٹھنے کا مطلب مصطفیٰ احمد کی برائیوں کی داستان سننا تھا جو وہ بالکل نہیں سن سکتی تھی۔

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

☆☆☆

"امی مجھے اکثر یہ فیل ہوتا ہے منال تمہاری بہن نہیں ہے تم اتنی معصوم اتنی خوبصورت، لوگوں سے ملنے ملانے والی، فن کی قدر کرنے والی اور ان سب سے بڑی خصوصیت تم میں یہ ہے تم باتیں بہت اچھی کرتی ہو جبکہ منال اپنے آگے کسی کو اچھا نہ سمجھتی ہے نہ سمجھنا چاہتی ہے، بلکہ وہ تو کسی کو گھاس ہی نہیں ڈالتی، خوبصورت تو وہ بالکل نہیں ہے، توے جیسی سیاہ رنگت اور اس پر یہ بڑی بڑی گائے جیسی آنکھیں اف اللہ مجھے معاف کرنا میں کیا کہہ رہا ہوں مگر ہے تو ایسی سچ ہی نا۔" نہایت معصومیت سے کہتا وہ ایمان کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

جبکہ باہر کھڑی منال کا دل چاہا وہ اس کا سر توڑ دے۔

"گندمی رنگت کو توے جیسی سیاہ، اتنی خوبصورت اور غزالی آنکھوں کو گائے جیسی آنکھ اور اسی ایمان کو بچی کو تو میں بتاؤں گی اچھی طرح کیسے منہ پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی ہے اور یہ منحوس انسان روز آ جاتا ہے دل جلانے کو یا اللہ میں نے ایسا کون سا گناہ سرزد کیا تھا جو تو نے اس شخص کو بھیج دیا میرا ضبط آزمانے کو۔" وہ خود کلامی کرتی ہوئی واپسی مڑ چکی تھی۔

"مصطفیٰ بھائی آپ نے یہ سب آپی کو آتا دیکھ کر کہا ہے نا۔" وہ یقین سے بولی تھی۔

"آف کورس مائی سویٹ سسٹر بہت جانتی ہو اپنے بھائی کو پھر یہ بھی جانتی ہو گی میں نے یہ سب کیوں کہا۔" مصطفیٰ نے پہلو بدلتے ہوئے کن اکھیوں سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی جانتی ہوں انہیں تپانے کے لئے تا کہ وہ غصے میں آپ کے روبرو آ کر دو چار کھری کھری سنا جائے، پر اس طرح آپ کا مسئلہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ جائے گا۔"

"مسئلہ تو پہلے سے الجھا ہوا ہے جناب اس سے زیادہ کہاں الجھ پائے گا۔"

"اس طرح آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا مصطفیٰ بھائی، وہ منال ہے اس کو سمجھنا بہت مشکل ہے آپ سیدھی طرح تایا ابو اور تائی امی سے بات کریں اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں ماما پاپا انکار نہیں کریں گے۔" قسم اللہ پاک کی اس نے واقعی بہن بن کر آسان اور سیدھا راستہ اسے بتایا تھا۔

"ہاں لیکن ایمی میری پرابلم یہ ہے مجھے اس سے شادی سے پہلے محبت کرنی ہے۔" وہ بے چارگی سے اس نے کہا۔

"پھر ہو گئی آپ کی اس سے شادی۔" دونوں ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے ایمان نے کہا۔

"یہ بات آپ اور میں دونوں اچھی طرح جانتے ہیں اسے یہ سب پسند نہیں ہے اس لئے محبت کا خیال دل سے نکال کر سیدھا سیدھا پرپوزل بھیجئے تا کہ ہم لوگ ایکسپٹ کر کے انہیں آپ کے سپرد کر دیں۔" اس کے کندھے میں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ شرارت سے مسکرائی تھی جواباً مصطفیٰ کے لب بھی کھل اٹھے تھے۔

☆☆☆

"جو رشتوں کا تقدس پامال کریں وہ میری پسند ہرگز نہیں ہو سکتا۔" اس کی آواز اس کے کانوں میں برچھی کی طرح لگ رہی تھی۔

"میں تم سے نفرت کرتی ہوں اتنی نفرت اگر دنیا میں تم آخری شخص بھی ہوتے تو میں تم سے شادی کرنے کی بجائے خود کو ختم کرنا زیادہ بہتر سمجھوں گی۔" اس نے بے بسی سے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا۔

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

''کیا ان سب باتوں کے باوجود مجھے اپنا پروپوزل بھیجنا چاہیے اگر اسے کچھ ہو گیا تو وہ کیا کرے گا، اگر اس نے اپنی بات پوری کرنے کے لئے خود کو نقصان پہنچایا تو کیا وہ جی لے گا اس کے بغیر۔'' اب بے شک وہ اس سے نفرت کرتی ہے، اس کی زبان صرف میرے لئے زہر اگلتی ہے، مگر ہے تو میری آنکھوں کے سامنے زندہ سلامت لیکن اگر وہ کسی اور کی ہو گئی تو یہ خیال ہی اس کے لئے سانس رکنے کے لئے کافی تھا، بھی ایمان کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

''آپ اپنا وقت برباد کر رہے بھیا آپی اس ٹائپ کی نہیں ہے انہیں یہ سب چھچھورا پن لگتا ہے، ماما پاپا انکار نہیں کریں گے آئی پرامس اپنی بہن پر اعتبار کرو وہ آپ کا ساتھ دے گی منا ہل کو منانے کے لئے اپنی جان لڑا دے گی۔'' اس کے بھینچے ہوئے لب مسکرا اٹھے تھے، نگاہوں کے سامنے ایک دلکش چہرہ آسما گیا تھا۔

☆☆☆

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا کمرے کا حلیہ دیکھ کر اس کے ماتھے پر سلوٹوں کا اضافہ ہوا، کیپ سر سے اتار کر اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور الماری کی طرف بڑھا لیکن الماری میں رکھی چیزیں اور کپڑے دیکھ کر اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا تھا۔

''کتنی بار منع کیا ہے اسے میری چیزوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کیا کرے مگر اسے سکون نہیں ملتا جب تک مجھے بے سکون نہ کر دے۔'' وہ غصے سے آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا، اپنے غصے کو کنٹرول کرتا وہ سیدھا بی جی کے کمرے میں داخل ہوا تھا، لیکن بی جی کمرے میں موجود نہیں تھیں، شاید انہیں پتہ چل گیا ہے ان کا اکلوتا بیٹا حویلی پہنچ چکا ہے، اس کا رخ اب کچن کی طرف تھا، اسے سو فیصد یقین تھا بی جی کچن میں اس کے لئے کوئی نہ کوئی ڈش بنوا رہی ہوں گی، لیکن وہاں کچن میں اسے کام کرتا دیکھ کر اس کا خون جل گیا۔

''تمہیں معلوم ہے بی جی کہاں ہیں؟'' اتنے ماہ کے بعد وہ اس سے مل رہا تھا، مگر اس کا حال پوچھنے یا پھر اس کی طرف دیکھنے کی اس نے ضرورت محسوس نہیں کی، بنا اس کی طرف دیکھے وہ رکھائی سے اس سے مخاطب ہوا۔

میرب کے دل نے اسے اپنے قریب پا کر اک بیٹ مس کی تھی، اس کے دل کی دھڑکنوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا، دل اسے اک نظر دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا مگر اس کے سامنے نظریں اٹھانے کی جسارت کم از کم میرب نہیں کر سکتی تھی۔

''بی جی احمر بھائی کی شادی میں شرکت کے لئے گئی ہوئی ہیں، صبح تک آ جائیں گی۔'' بمشکل اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا تھا، احمر اس کا دو پار کے کزن تھا، اس کے ہاتھ تیزی سے روٹیاں بنا رہے تھے، روٹیاں بناتے ہوئے اس کی چوڑیوں کی جلترنگ ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

''آپ کو بھوک لگی ہے تو میں کھانا لگا دیتی ہوں۔'' اس نے اسے دروازے میں جمے دیکھ کر کہا، کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ کام نہیں کر پا رہی تھی۔

''پہلے تم مجھے یہ بتاؤ میرے بلیک کلر والی شرٹ اور ہاف وائٹ سوٹ نہیں مل رہا، وہ کہاں رکھا تم نے، میرے منع کے باوجود تم کیوں میرے کمرے کو صاف کرتی ہو، کیا ملتا ہے یہ سب کر کے کیوں میری زندگی میں بار بار اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہو، بابا مجھے اچھی طرح معلوم ہے، تم میری زندگی کا وہ حصہ ہو جو زبردستی

www.paksociety.com
Scanned with CamScanner

digest library.com

مجھ پر مسلط کیا گیا ہے، مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس طرح کی اوچھی حرکتیں مت کرو مجھے ایک گھنٹے میں اپنا کمرہ ویسا ہی چاہیے جیسا میں چھوڑ کر گیا تھا اور کھانا لگاؤ مجھے بھوک لگی ہے۔" اپنا سارا غبار اور بھڑاس نکال کر وہ اب کچن میں رکھی ٹیبل کے پاس کرسی کھسکا کر بیٹھ چکا تھا یہ دیکھے بنا اس کے لفظوں کے نوکیلے تیر کسی کے دل کو زخمی کر گئے تھے۔

اس نے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو صاف کیا، وہ کھانے نکالنے لگی کچن میں صرف برتنوں کی آواز گونج رہی تھی، اس نے کھانا ٹیبل پر رکھا پانی کا جگ رکھ کر وہ اک کونے میں کھڑی ہو گئی، جانتی تھی کھانے کے فوراً بعد اس دشمن جان کو فوری چائے چاہیے ہوتی ہے وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس نے چائے لا کر ٹیبل پر رکھ دی اس کا چہرہ کسی بھی جذبات سے عاری بالکل سپاٹ تھا آنکھوں کی جوت مدھم ہو چکی تھی، وہ برتن اٹھانے لگی، برتن اٹھاتے وقت اس کی چوڑیوں کی آواز پھر بلند ہوئی تھی، چائے پیتے عالم نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے چوڑیوں کا شور بالکل پسند نہیں اس لئے میرے سامنے یہ مت پہنا کرو۔" وہ چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

میرب نے ایک نظر اس ظالم شخص کی طرف دیکھا جو اس کے دل میں بہت اونچی جگہ پر پورے استحقاق سے براجمان تھا، وہ اسے سہاگ کی نشانی اتارنے کو کہہ رہا تھا، کیوں نہیں اس کا دل میری حالت دیکھ کر تڑپتا ہے کیوں اسے مجھے ستانے میں مزہ آتا ہے سب کے ساتھ اس کا رویہ دیکھ کر کسی کے لئے بھی یہ اندازہ لگانا مشکل تھا وہ تنہائی میں میرب کے ساتھ اتنا بدتر سلوک کرتا ہے۔

"سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا اتارو ان چوڑیوں کو۔" اس کی آنکھوں میں آگ جیسی لپک تھی، نجانے وہ یہ سب کیوں کر رہا تھا۔

"آپ جانتے ہیں بی جی کو برا لگے گا اگر انہوں نے میری کلائی خالی دیکھی، پلیز یہ سب مت کیجئے، میں نے آج تک آپ کی ہر بات مانی ہے لیکن یہ میرے بس میں نہیں ہے۔" وہ آنسو پیتے ہوئے آہستگی سے بولی، اس کے سامنے ایک بھی آنسو گرانا اپنے آپ کو خود ذلیل کروانا تھا۔

"او کے جب میں مر جاؤں گا تب بھی انہیں پہن کر رکھنا یا پھر توڑ کر اتارو گی۔" طنز کے تیر چلانا کوئی اس سے سیکھتا، میرب نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں آپ کیوں نہیں میری...... آپ جانتے ہیں میں یہ سب، او کے جیسے آپ کی مرضی۔" وہ چوڑیاں اتار کر اِدھر اُدھر پھینک رہی تھی اور آنسو تواتر سے اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے اور وہ ظالم انسان بہت آرام اور سکون سے چائے پیتے اسے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح اِدھر سے اُدھر مسلسل گھوم رہی تھی، غصے سے اس کا دماغ آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔

"اس ذلیل گھٹیا انسان کی ہمت کیسے ہوئی تایا ابو اور تائی امی کو اپنا پروپوزل دے بھیجنے کی، جبکہ میں ایک نہیں ہزار بار اس کے منہ پر منع کر چکی ہوں، پھر بھی وہ ایک نمبر کا گھٹیا انسان جیسے اپنی عزت کی کوئی پرواہ نہیں، وہ سمجھتا ہے یہ سب کر کے وہ منال کو پالے گا بھول ہے اس کی مجھے اس کی خوش فہمی دور کرنی ہوگی۔" سوچ سوچ کے

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

دماغ اس کا شل ہو چکا تھا، مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا، فیصلہ اب ماما بابا کی کورٹ میں تھا اور وہاں تک اپنا انکار پہنچانا وہ بھی ان کے لاڈلے مصطفیٰ کے لئے دل گردے کا کام تھا اور یہ اسے ہر حال میں کرنا تھا۔

''بابا!'' وہ کافی لے کر آئی تھی ٹیبل پر ٹرے رکھ کر اس نے ایک کپ بابا کی طرف بڑھایا اور دوسرا خود تھام کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

''میری بیٹی کچھ پریشان نظر آ رہی ہے خیریت ہے نا۔'' اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے انوار صاحب نے کہا، مناہل کو تھوڑی سی ڈھارس ملی تھی۔

''بابا میں......'' اس نے اپنے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بات کا آغاز کرنا چاہا۔

''بیٹا بلا جھجک کہہ ڈالو جو دل میں ہے سمجھو تمہارے سامنے تمہارا بابا نہیں بلکہ تمہارا بہت اچھا دوست بیٹھا ہے۔''

''بابا مجھے مصطفیٰ سے شادی نہیں کرنی ابھی میں ایم ایس سی کرنا چاہتی ہوں پلیز پلیز بابا میری بات مان کر آپ تایا ابو کو منع کر دیں۔'' آنکھیں بند کر کے وہ ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی۔

''لو بیٹا اتنی سی بات۔'' بابا کے کہنے پر اس کے لب مسکرا اٹھے اسے امید نہیں تھی بابا اتنی جلدی مان جائیں گے لیکن دوسرے ہی پل اس کی ہنسی غائب ہو چکی تھی بابا کہہ رہے تھے۔

''بیٹا ہم کون سا ابھی شادی کر رہے ہیں تقریباً دو تین سال بعد دیکھیں گے تم مکمل کروا نہی پڑھائی بے فکر ہو کر، بیٹا وہ میرا بڑا بھائی ہے، جن کی عزت میں دل سے کرتا ہوں اور مصطفیٰ مجھے جان سے پیارا ہے اور تم بھی میری جان ہو بے فکر رہو وہ تمہارے لئے بہترین انتخاب ہے جو وقت ثابت کرے گا، اب تو کوئی اعتراض نہیں۔'' کافی کا مگ ٹرے میں رکھتے ہوئے انہوں نے اس سے استفسار کیا۔

اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا، اس کی تربیت اسے اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی وہ بابا سے اس موضوع پر کھل کر اپنی رائے دے سکیں اور وہ بھی مصطفیٰ کے خلاف جس کی محبت میں وہ پور پور ڈوبے ہوئے تھے۔

''چلو ابھی تو منگنی ہو گی، دو تین سال کا ٹائم ہے میرے پاس کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈ لوں گی۔'' وہ فیصلہ کر چکی تھی اور دل نے بھی اس کی تائید کی وہ ٹرے اٹھا کر بابا کو گڈ نائٹ کہہ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

☆☆☆

انگیج منٹ کا فنکشن بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا، مصطفیٰ کے شوبز میں ہونے کی وجہ شوبز کے کافی لوگ بھی مدعو تھے عین منگنی والے دن ہی مصطفیٰ نے نکاح کے لئے اصرار کیا تو مجبوراً انوار صاحب کو اپنے لاڈلے مصطفیٰ کی یہ ضد بھی ماننا پڑی، مولوی صاحب اس سے نکاح کے سائن لینے آئے تو اس نے شکایت بھری نظروں سے پہلے بابا کو اور پھر ماما کو دیکھا، اس کے بعد بہت ہی مشکل سے وہ سائن کر پائی، نکاح کے بعد اسے مصطفیٰ کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا، مصطفیٰ کی شوخیاں اور شرارت عروج پر تھی وہ مسلسل ہنس رہا تھا، جبکہ سب اسے کہہ رہے تھے تھوڑا سا مسکرا دے مگر وہ لب سختی سے بھینچ کر بیٹھی رہی، فنکشن ختم ہونے کے فوراً بعد وہ کمرے میں جا کر ان سب چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی آنسو روانی سے اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

''ہیلو۔'' فون او کے کر کے اس نے کان سے لگایا تھا اور جو کچھ اس سے کہا گیا تھا وہ اس

Scanned with CamScanner

digest library.com

کے لئے شاکڈ تھا اس نے بے بسی سے موبائل کو پھینکا تھا اب وہ زور زور سے آواز کے ساتھ رو رہی تھی، تبھی ایمان اندر داخل ہوئی۔

''کیا بات ہے آپی کیوں رہ رہی ہو آپ۔'' وہ بیڈ پر سامنے دو زانو بیٹھ کر اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بہت پیار سے پوچھ رہی تھی، مگر اس کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

''آپی آخر ہوا کیا ہے؟'' ایمان نے تقریباً اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔

''تم بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو جاؤ یہاں سے ماما بابا سب اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں تم نے سب نے مل کر مجھے برباد کر دیا، تباہ کر دیا مجھے میری ہستی کو میری ذات کو مذاق کا نشانہ بنا دیا، جاؤ یہاں سے جشن مناؤ باہر جا کر اس کی جیت اور میری ہار کا جاؤ یہاں سے۔'' مناہل بے دم ہو کر، جو فرش پر گر چکی تھی ایمان تیزی سے اس تک آئی تھی۔

''جو ہونا تھا وہ ہو گیا آپی اس کو دل سے قبول کر لو پلیز پھر آپ کو تکلیف نہیں ہو گی، وہ شخص اتنا بھی برا نہیں ہے جتنا آپ سمجھتی ہیں، بچپن سے دیکھ رہی ہوں اس کا آپ کی طرف رجحان لیکن آپ پتہ نہیں کیوں ان سے اتنی نفرت کرتی ہیں، کیا بگاڑا ہے انہوں نے آپ کا حالانکہ وہ تو آپ سے بہت پیار کرتے ہیں لوگ تو ترستے ہیں ایسے شخص کی محبت کے لئے مگر آپ۔'' وہ خاموش ہو چکی تھی۔

''ہاں میں کرتی ہوں اس سے نفرت کیونکہ وہ میری خوشیوں کا قاتل ہے، بچپن میں بھی میری ہر چیز پر قابض ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ ماما بابا پر بھی اس نے قبضہ کر لیا، پھر تم آئی میری بہن ہونے کے باوجود تم اس کی سائیڈ لیتی رہی وہ تمہارا فیورٹ رہا میں کہیں نہیں رہی، میں خاموشی سے کنارہ کشی اختیار کرتی گئی، اس نے اپنی ضد پوری کرنے کے لئے اس نے یہ اوچھا ہتھکنڈا اپنایا، منگنی کرتے کرتے نکاح کر لیا، اس کی گھناؤنی سازش تھی، ابھی جس کا مجھے فون آیا ہے، وہ اس کی ایکس گرل فرینڈ تھی جس کے ساتھ اس کے تعلقات بہت آگے تک جا چکے ہیں اور اب وہ مجھے ہوس کا نشانہ بنانے کا سوچ رہا ہے اس کمینے کی یہ آرزو تو میں مر کر بھی نہ پوری کروں۔'' وہ غصے سے ہانپنے لگی تھی۔

''آپی پلیز سکون سے بیٹھ جایئے اس طرح آپ کی طبیعت مزید خراب ہو گی ہم اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔'' ایمان ہر ممکن طریقے سے اسے پر سکون رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''تم نے نہیں دیکھا اس کا اصل چہرہ میں نے دیکھا وہ روپ جب اسے اپنی مرضی کی چیز مل جاتی ہے تو اس کے چہرے پر چمک آ جاتی ہے بہت بھیانک چمک، میں جانتی ہوں وہ کس کے ساتھ کس حد تک گیا ہے، میرے لئے اس جیسا بد کردار شخص ہی ملا تھا ماما بابا کو۔'' وہ چلا اٹھی تھی۔

''مجھے کراہت آتی ہے اس سے اور اسے ہی ماما بابا نے میرا ساتھی بنا دیا، مجھے اس کا پل دو پل کا ساتھ گوارا نہیں تھا اور بابا نے اسے میری زندگی بھر کا ساتھی بنا دیا اچھا نہیں کیا بابا بہت برا کیا نہیں معاف کر پاؤں گی انہیں کبھی۔'' وہ ایکدم تیورا کر گر پڑی تھی، جبکہ ایمان اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی۔

''وہ کیا کہہ رہی تھی کیا ہم نے واقعی غلط کیا اس پر اپنی مرضی اپنی دھونس جما کر مجھے مصطفیٰ پیارا ہے تو مناہل بھی پیاری ہے بلکہ وہ زیادہ پیاری ہے، بہن ہے وہ میری۔'' وہ مناہل پر جھکی تھی جس کے گالوں پر آنسوؤں کے نشان باقی تھے جو اس کے دکھ سنا رہے تھے۔

Scanned with CamScanner

"میں آپ سے پیار کرتی ہوں آپی بابا بھی آپ سے بہت پیار کرتے ہیں اور وہ شخص بھی آپ کو چاہتا ہے جس کی چاہت کو آپ نے ہوس کا نام دے دیا وہ مر جائے گا اگر اسے یہ پتہ چلا کہ آپ اس کے بارے میں ایسا سوچتی ہیں۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی، مناہل کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھی کہ ایمان نے پورا گلاس اس پر انڈیل دیا، مگر اسے ہوش نہیں۔

"آپی، مناہل آپی۔" اس کے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

☆☆☆

بی جی شادی سے صبح ہی لوٹ آئی تھیں انہیں عالم شاہ کی آمد کی خبر مل چکی تھی، وہ یہ خوشی کی خبر سنتے ہی فوراً گاؤں سے حویلی جانے کے لئے نکلی تھیں، کیپٹن عالم کے کمرے میں جیسے ہی وہ داخل ہوئیں تو سامنے اس کا مسکراتا چہرہ تھا، وہ شاید ابھی سو کر اٹھا تھا اس لئے ابھی تک بیڈ پر کسلمندی سے لیٹا ہوا تھا، بی جی کو دیکھ کر پھرتی سے کھڑا ہوا، بی جی نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما عالم نے بی جی کو اپنی مضبوط بانہوں میں بھر لیا تھا، وہ اس کے گلے لگ کر رو دی، ان کی ترسی ہوئی آنکھیں اپنے لخت جگر کا چہرہ بہت محبت سے دیکھ رہی تھیں آخر وہ پورے سات ماہ بعد واپس آیا تھا۔

"کتنے دنوں کی چھٹی پر آئے ہو؟" انہوں نے محبت سے اپنے بیٹے کے بال سنوارے تھے جو ان کی آغوش میں چھوٹے بچے کی طرح لیٹ چکا تھا۔

"خوش ہو جائیں بی جی پورے ایک ہفتے کی چھٹی پر ہوں۔" آنکھیں موندیں موندیں اس نے جواب دیا۔

"ایک بات کہوں پتر۔" انہوں نے بدستور بالوں میں انگلیاں چلاتے چلاتے اجازت چاہی تھی۔

"آپ کو مجھ سے کوئی بھی بات پوچھنے یا پھر کہنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے بی جی آپ حکم کیا کریں بندہ تابعدار ہے۔" ان کی گود سے اٹھتے ہوئے اس نے سر کو ذرا سا خم دیا۔

"بیٹا میں جانتی ہوں میں نے تیری اور میرب کی شادی زبردستی کروائی ہے اور تو نے میری اس بات کی لاج رکھی ہے، تجھے میرب پسند نہیں تھی مگر میرے لئے تو نے اس سے شادی کی، لیکن سچ یہ ہے کہ عالم تم نے اسے دل سے قبول نہیں کیا، عالم وہ میرے اکلوتے بھائی کی نشانی ہے، دو ماہ کی تھی جب وہ میری گود میں آئی، اپنی بیٹی کی طرح اسے پال پوس کر پروان چڑھایا، اس کی ہر خواہش ہر خواب کو پورا کرنے کے لئے میں نے ہر ممکن کوشش کی، بہت لاڈ پیار سے پالا اور پھر اسے میں نے اپنے اس بیٹے کو سونپ دیا جو اپنی ہر ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھاتا ہے، لیکن شاید وہ اپنی ماں کی دی ہوئی ذمہ داری اٹھانا نہیں چاہتا، میں جب اپنی معصوم سی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو دیکھتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے، اس کے لبوں پر جب مسکراہٹ آتی ہے تو اس زخمی مسکراہٹ دیکھ کر دل چاہتا وہ نہ مسکرایا کرے، تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پتر میری بچی کو خوشیاں دے دے۔" ان کے جوڑے ہاتھ دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"بی جی کیوں گناہ گار کر رہی ہیں مجھے میں آپ کی دی ہوئی کسی بھی ذمہ داری سے ناک منہ نہیں چڑھاتا، اگر ایسا ہوتا تو میں نکاح بھی نہ کرتا، اچانک مجھے واپس جانا پڑا تھا اس لئے رخصتی نہیں ہو سکی پھر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

مجھے آپ کی پسند، پسند نہیں ہے، اب میں آپ کی ساری غلط فہمیاں دور کر دوں گا چاہئیں تو اس ایک ہفتے میں آپ باقاعدہ اسے رخصت کروا کر میرے روم میں منتقل کر سکتی ہیں، اگر آپ کی لاڈلی راضی ہو تو۔'' وہ محبت سے ان کے دل میں موجود اپنی ساری بدگمانیاں مٹا رہا تھا۔

''تو سچ کہہ رہا ہے۔'' بی جی نے کھوجتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''سو فیصد سچ۔'' وہ محبت سے ان کے گلے لگ گیا۔

☆☆☆

شادی کے پورے دس سال بعد جب بی جی اور ملک شہباز مایوس ہو چکے تھے تو قدرت کو ان پر رحم آ گیا اور عالم کو ان کی جھولی میں ڈال دیا، پورے گاؤں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور پورے تین دن تک غریبوں اور یتیموں میں کھانا تقسیم کیا گیا، عالم میں ملک شہباز اور زہرہ کی جان اٹکی رہتی اور صرف اس کے مستقبل کی خاطر بورڈنگ میں بھیجنے کے بجائے انہوں نے شہر میں ہی کوٹھی لے لی تھی بی جی کو بھی اس کے ساتھ شہر بھیج دیا تھا، ملک شہباز جب گاؤں کے مسئلوں سے فارغ ہوتے تو وہ بھی شہر ہی کا رخ کرتے تھے۔

عالم کی سالگرہ آنے والی تھی ملک شہباز اور زہرہ اس کی سالگرہ کی تیاریاں زور و شور سے کر رہے تھے، بی جی کے بھائی اپنی بیوی اور اپنی ننھی سی دو سال کی گڑیا کو لے کر عالم ہاؤس پہنچ چکے تھے، یہ سالگرہ سے ایک دن پہلے کی بات تھی جب وہ عالم کو اس کی سالگرہ کا ڈریس دکھا کر لاؤنج میں آئی تھی، تو بھائی اور بھابھی کو کہیں جاتے دیکھا۔

''بھائی کہاں جا رہے ہیں۔'' دوپٹے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے اس نے تک سک سے تیار بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ارے زہرہ جانا کہاں ہے بس تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے عالی کی سالگرہ ہے تو اس کے لئے کچھ گفٹ لانے ہیں۔'' جواب بھابھی کی طرف سے آیا تھا۔

''اچھا تو پھر جایئے۔'' زہرہ نے مسکراتے ہوئے اجازت دی تھی۔

''اللہ نگہبان۔'' مسکراتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے۔

وہ دوپہر کے کھانے کی ہدایات دے رہی تھی تبھی فون کی گھنٹی بجی۔

''اس کم بخت فون کی گھنٹی تو بم جیسی ہے۔'' ناگواری سے وہ فون کی طرف بڑھی۔

''ہیلو۔'' جھنجھلاتے ہوئے انہوں نے کہا۔

دوسری طرف سے جو خبر انہیں سنائی گئی تھی اس خبر نے ان کے ہوش حواس چھین لئے تھے، ان کے ہاتھ سے ریسور گر چکا تھا، وہ صوفے پر ڈھے گئیں، ماسی بتول نے ان کی حالت دیکھ کر بھاگ کر پانی لا کر انہیں زبردستی پلایا، ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، جیسے تیسے یہ خبر ملک شہباز کو بتا کر وہ ہاسپٹل دوڑی۔

وہاں جا کر پتہ چلا ان کی تو دنیا ہی لٹ چکی تھی، ان کا جان سے پیارا بھائی جو صرف ان کے پیارے بیٹے کی خوشی میں شامل ہونے کے لئے آیا تھا کیا پتہ تھا زندگی بھر کا غم دے جائے گا، بھابھی کی طبیعت بہت سیریس تھی، وہ ڈھے سی گئی ان پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی، ملک شہباز بھی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔

''میرا بھائی چلا گیا شہباز۔'' وہ روتے ہوئے بلک رہی تھیں، ملک شہباز نے انہیں بڑی مشکلوں سے سنبھالا تھا، تبھی آئی سی یو کا دروازہ کھلا

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

تھا، ملک شہباز تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔
''دیکھئے حالت بہت سیریس ہے ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا، آپ لوگ دعا کیجئے ہم دوا کر رہے ہیں باقی جو اللہ کی مرضی آپ میں سے جو ملنا چاہتا ہے وہ مل لے شاید پھر آپ......'' ڈاکٹر نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

''چلو زہرہ بھابھی تمہیں بلا رہی ہے۔'' وہ آہستگی سے چلتے ہوئے ہمت کر کے زہرہ سے مخاطب ہوئے تھے، جو رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔

''بھابھی ٹھیک ہے نا۔'' انہوں نے خوفزدہ ہو کر ان کا ہاتھ تھاما۔

''ہاں وہ ٹھیک ہے تم چلو میرے ساتھ اور پلیز خود پر کنٹرول رکھنا۔'' انہوں نے جیسے انہیں تنبیہہ کی۔

''بھابھی!'' زہرہ پٹیوں میں جکڑے وجود کو دیکھ کر سسک اٹھی۔

''زہرہ۔'' ان کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں ہو گئے، انہوں نے تڑپ کر ان کا ہاتھ تھاما تھا۔

''میری بیٹی کا خیال رکھنا زہرہ...... اس کو ماں بن...... کر پالنا...... میری خواہش کا...... احترام کرو گی...... نا اسے اپنی بیٹی بنا لینا زہر مجھے...... سکون...... سے...... مرنا...... ہے...... میری بیٹی کو اپنی بیٹی بناؤ گی نا مجھ سے...... وعدہ کرو...... خدا...... کے لئے اک مرتی ہوئی...... ماں...... کو سکون پہنچا دو۔'' فریدہ کی سانسیں تیز ہو گئی تھیں۔

''بھابھی!'' زہرہ انہیں زبردستی چپ کرانے لگی، ملک شہباز بھی ساتھ ہی کھڑے تھے۔

''مجھے جواب...... چاہیے...... دو......۔''
انہوں نے آکسیجن ماسک جھٹکتے ہوئے کہا، ملک شہباز نے ان کا ہاتھ تھام کر اسے یقین دلایا تبھی انہوں نے آخری ہچکی لی تھی، شاید اک ماں کو ان کا جواب مل گیا تھا تبھی وہ پرسکون ہو گئیں۔

''اٹھیے بھابھی اٹھیے۔'' وہ رو رہی تھی لیکن ان کے رونے سے جانے والے واپس نہیں آ جاتے، وقت سب سے بڑا مرہم ہے اور وقت نے ان کا یہ گھاؤ بھی بھر دیا تھا، زہرہ کی توجہ دن بدن عالم سے ہٹ کر ننھی میرب پر زیادہ ہو گئی، عالم کی بڑی سے بڑی خواہش کو نظر انداز کر کے وہ میرب کی چھوٹی سے چھوٹی خواہش کو دل و جان سے پوری کرتی اور یوں وقت گزرتا رہا عالم کو میرب سے خدا واسطے کا بیر ہو چکا تھا۔

اور یہ نفرت تناور درخت اس وقت بنی جب بی جی نے عالم کو میرب سے شادی کے لئے کہا عالم کو لگا اس کو کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

''بی جی یہ ناممکن ہے۔'' آج تک اس نے بی جی کی کسی بات سے انکار نہیں کیا آج واضح اور دوٹوک انکار نے بی جی کے غصے کو ہوا دی تھی۔

''کیوں نہیں ہو سکتا؟'' بی جی کا لہجہ تیز ہو چکا تھا۔

''وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے بی جی سمجھئے اس بات کو۔'' ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے زمین پر وہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

''وہ میرے بھائی کی اکلوتی نشانی ہے جیسے میں نے اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھا اور میں اسے خود سے دور نہیں کروں گی اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ ہی اس گھر کی بہو بنے گی اور ہمیشہ میرے ساتھ میرے پاس رہے گی اور یہ میری اور بھابھی کی بھی خواہش تھی۔''

''مرے ہوئے لوگوں کے لئے آپ مجھے

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

کیوں مار رہی ہیں بی جی، ان کی خواہش زیادہ ضروری ہوتی ہے یا پھر زندہ انسانوں کی خوشی۔" عالم کی آواز ضرورت سے زیادہ اونچی ہوگئی تھی۔

"عالم میں نے تمہیں پڑھایا لکھایا، تاکہ تم تہذیب دار انسان بن جاؤ اس لئے نہیں تم بدتمیزی پر اترو، کل کو میرے لئے بھی یہی الفاظ استعمال کرو گے تم، یہی سکھایا ہے میں نے تمہیں جو تم کر رہے ہو وہ ٹھیک نہیں ہے اور میں یہ ہونے بھی نہیں دوں گی۔"

"یاد رکھو ہوگا وہی جو طے ہے ورنہ تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے یاد رکھنا، میں اپنی ضد کی کتنی پکی ہوں۔" دوٹوک انداز میں اپنی بات کہہ کر وہ رکی نہیں تھیں۔

میرب کو اس رشتے کا پتہ چلا تو اس کے چہرے سے اس کی خوشی صاف نظر آ رہی تھی، بی جی کو لگا آج وہ سرخرو ہوگئی ہے۔

"یا اللہ ان کی خوشیاں سلامت رکھنا۔" صدق دل سے انہوں نے دعا کی تھی۔

بہت دھوم دھام سے میرب فخر عالم کی زندگی میں داخل ہوئی تھی، ایک نئے خواب نئے سپنوں کے ساتھ۔

☆☆☆

وہ آئی سی یو کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، اسے جب یہ اطلاع ملی تو اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا، اسے لگا اس کے حواس مختل ہو گئے، ماما بابا کے ساتھ پینتالیس منٹ کا فاصلہ بیس منٹ میں طے کر کے جب وہ یہاں پہنچا تو چچی کی حالت غیر ہو رہی تھی، چچا بمشکل انہیں سنبھال پا رہے تھے، ایمان اسے دیکھتے ہی اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، ماما نے چچی کو جا کر سنبھالا مگر وہ تو جیسے حواسوں میں نہیں تھا، سسکنے کی حالت میں بس خاموش تماشائی بنا سب کچھ دیکھ رہا تھا، ڈاکٹرز کے مطابق مناہل کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور اب اس کی حالت بہتر ہے، ایک دو گھنٹے میں اس سے ملا جا سکتا ہے، یہ خبر اسے ایمان نے آ کر بتائی، ایکدم پرسکون ہو کر گھٹنوں کے بل زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، وہ شکرانے کے آنسو تھے جو اپنی دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے بہہ رہے تھے۔

"پتہ ہے مصطفیٰ بھائی میری جان نکل گئی تھی آپی کی حالت دیکھ کر مجھے لگا میں اپنی بہن کو کھو دوں گی، لیکن شکر ہے پروردگار کی ذات کا اس نے مناہل آپی کو ہمیں لٹا دیا، لیکن ایک بات ہے مصطفیٰ بھائی جس کی وجہ سے میں بھی آپ سے ناراض ہونے کا سوچ رہی ہوں۔" اس کے آنسوؤں پونچھتی ہوئی وہ اسے باتوں میں الجھا رہی تھی۔

"کس وجہ سے میری بہن مجھ سے ناراضگی کا سوچ رہی ہے۔" مصطفیٰ نے حیرانگی سے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کتنا خوبصورت دل ہے آپی مصطفیٰ بھائی کا، آپ کی محبت میں یہ خود کو تقریباً بھول چکا ہے، لڑکیاں تو خواب دیکھتی ہیں ایسے ہم سفر کے اور قدرت نے آپ کو بن مانگے یہ سب دے دیا ہے مگر آپ کو قدر نہیں۔" وہ صرف سوچ کر رہ گئی۔

"کہاں گم ہوگئی؟" مصطفیٰ نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

"نہیں کہیں نہیں۔" وہ ایکدم چونک اٹھی۔

"کیا یہ شخص آپی کو دھوکا دے سکتا ہے، کیا یہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ فلرٹ کر سکتا ہے اس کی تو رگوں میں بھی شاید مناہل آپی کی محبت گردش کر رہی ہے مجھے کچھ نہیں بتانا چاہیے جو آپی مصطفیٰ بھائی کے بارے میں سوچتی ہے، ہاں یہ ٹھیک

Scanned with CamScanner

digest library.com

ہے۔"

"ایمان اور مصطفیٰ آ جاؤ مناہل کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے، آ جاؤ اسے دیکھ لو تم لوگ بھی۔" تبھی تائی امی کی آواز سنائی دی۔

"چلیے مصطفیٰ بھائی ملتے ہیں مناہل آپی سے اور خوب ڈانٹیے گا انہیں بتایئے گا انہیں اپنا حال دل۔" ایمان نے شرارت سے آنکھیں پٹپٹائیں تھیں، تبھی مصطفیٰ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوایا تھا۔

"تم چلو میں اک کال کر کے آتا ہوں۔" وہ اس ظالم حسینہ کا سامنا کرنے سے کترا رہا تھا تبھی ایمان کو جانے کا اشارہ کیا کندھے اچکائی ایمان اسے جلدی آنے کا کہہ کر چل دی۔

وہ ہاسپٹل سے گھر آ چکی تھی، ماما اس کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھ رہی تھیں ایمان مسلسل اس کی تیمارداری میں لگی ہوئی تھی، روز شام کو بیگم احمد بھی اپنی بہو کی خیریت معلوم کرنے آ جاتی یا پھر فون کر کے اس کا حال احوال دریافت کر لیتی، ایک کسی نے نہیں پوچھا وہ مصطفیٰ تھا، جس نے مسلسل بارہ دن سے انوار ہاؤس کے مکینوں کو اپنی شکل نہیں دکھائی تھی، ناصرہ بیگم کئی بار مصطفیٰ کے لئے پیغامات بھیج چکی تھی سیل آف ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اس سے رابطہ نہیں کر پا رہا تھا، بیگم حسن بھی اسے کئی بار کہہ چکی تھیں لیکن ہر بار وہ ان سنی کر جاتا اس کی اس حرکت سے حسن احمد اور سارہ بیگم خود بہت شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔

"کیا بات ہے جناب کی نکاح کروا کے تو تم انوار ہاؤس کا راستہ ہی بھول گئے ہو۔" طنزیہ لہجہ ہرگز اس کی جان سے پیاری ماں کا نہیں ہو سکتا، کیونکہ آج تک انہوں نے اسے ہمیشہ پیار سے مخاطب کیا تھا، موبائل میں گیم کھیلتے مصطفیٰ نے چونک کر اپنی ماں کی طرف دیکھا جو سچ مچ اس سے ہی مخاطب تھیں۔

"ماما وہ......" اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔

"ہاں بھئی تم بہت بزی رہتے ہو، شوٹنگز چل رہی ہیں، ٹائم نہیں ہے تمہارے پاس بے شمار فرینڈز ہے انہیں بھی ٹائم دینا ہوتا ہے، پتہ ہے مجھے تم یہی سب کہو گے لیکن ایک بات کہوں مصطفیٰ پہلے بھی یہ سب باتیں ہوا کرتی تھیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود ٹف شیڈول سے تم مناہل کے لئے وقت نکال ہی لیا کرتے تھے ایک دو گھنٹے تمہارے انوار ہاؤس کے لئے مخصوص تھے، مگر شاید اب تم وہاں جانا ہی نہیں چاہتے، تمہاری چچی اتنے پیغامات بھیج چکی ہیں تمہارے لئے اب تو مجھے شرمندگی ہونے لگی ہے مگر تم یہ سب کہاں سمجھو گے، تمہیں یاد کراتی چلوں اس گھر میں تمہاری منکوحہ بھی رہتی ہے، جس سے محبت کے تم دعویدار تھے، جس کے بنا تمہیں لگتا تھا تم مر جاؤ گے، وہ موت کے منہ سے واپس آئی ہے، وہ بھی تمہاری راہ دیکھتی ہو گی مگر تمہیں کیا پرواہ کسی کی۔" وہ غصے سے بولتی چلی گئی۔

"ماما آپ کو کیسے بتاؤں وہ میری نہیں میرے مرنے کی راہ دیکھ رہی ہو گی، اس کے ہر عضو کی صرف ایک دعا ہو گی مصطفیٰ احمد مر جائے اور اس کا پیچھا چھوٹ جائے آپ کہتی ہیں میں اس کے لئے وہاں آ جاؤں میں اس کے لئے تو نہیں جا رہا ہوں میں نہیں چاہتا کہ وہ میری شکل دیکھ کر ذہنی اذیت میں مبتلا ہو اور پھر سے وہاں چلی جائے جہاں سے لوٹ کر آئی ہے۔"

"میری اذیت کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا جیسے دیکھے بنا میرا ایک پل نہیں گزرتا تھا بارہ دن سے میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی ہے اس کی آواز نہیں سنی ہے کتنی مشکل سے میں نے خود کو روک رکھا ہے یہ میں جانتا ہوں صرف میں جانتا

www.paksociety.com

Scanned with CamScanner

ہوں۔" اس نے دکھ سے اپنی آنکھیں موند لیں تھیں، نہیں چاہتا تھا اس کی ماں اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر مزید پریشان ہو۔

"مصطفیٰ میرے بیٹے ناصرہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے وہ تجھ میں اپنا بیٹا تلاشتی ہے اور اب تو مناہل کی وجہ سے تو اسے اور بھی پیارا ہو گیا ہے، آج چلے جانا یاد سے۔" اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے انہوں نے اسے یاد کروانا ضروری سمجھا۔

"یو ڈونٹ وری ماما میں وہاں جائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا بس کچھ کام کی مصروفیت بڑھ گئی تھی اس لئے نہیں جا سکا شام میں انشاء اللہ ضرور جاؤں گا۔" وہ انہیں مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

☆☆☆

"کیا بات ہے مصطفیٰ تم کچھ دنوں سے پریشان لگ رہے ہو۔" کرسی کھسکا کر بیٹھتے ہوئے علینہ نے پہلا سوال ہی یہ کیا تھا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔" مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کی نفی کی تھی۔

"تمہارے کہنے یا پھر نہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، یہ جو تمہارا چہرہ ہے نا سب بتا دیتا ہے، تمہاری سچائی اور تمہارا جھوٹ۔" وہ پیپر ویٹ سے کھیلتے ہوئے اسی انداز میں بولی۔

"میرے چہرے کو پڑھ کر سب اندازہ لگا لیتے ہیں میرے دل کے حال کا، لیکن نہیں سمجھتی تو ایک وہی جس کو میری ہر بات سب سے پہلے پتا ہونی چاہیے۔"

"دیکھا مصطفیٰ میں نے کہا تھا کوئی تو پریشانی ہے تمہیں اور پریشانی کی وجہ بھی پتہ چل گئی۔" اس نے اس کے سامنے کاغذ لہرایا۔

مصطفیٰ نے چونک کر اس کاغذ کو دیکھا جہاں بے اختیاری میں وہ اس ظالم لڑکی کا نام کئی بار لکھ چکا تھا۔

"مناہل کی وجہ سے پریشان ہو۔" دوستانہ انداز میں ایک بار پھر سے وہ اسی موضوع پر آئی تھی۔

"تم جانتی ہو علینہ مناہل کبھی بھی مصطفیٰ کے لئے پریشانی نہیں بن سکتی اور مصطفیٰ بھی کبھی بھی مناہل کو پریشانی نہیں سمجھتا، مصطفیٰ کی زندگی ہے وہ اور زندگی بہت قیمتی ہوتی ہے اور میرے لئے مناہل قیمتی تو ہو سکتی ہے مگر پریشانی کبھی بھی نہیں۔" مسکراہٹ لبوں پر آ چکی تھی۔

"اس لڑکی میں ایسی کیا بات ہے جو اس کا نام لبوں پر آتے ہی پھلجڑیاں کھلنے لگتی ہیں۔" وہ یہ بات صرف سوچ کر رہ گئی۔

"اُف خدایا اتنی محبت قسم سے مصطفیٰ مناہل واقعی کوئی چیز ہے جس نے تمہیں اپنے قابو میں کر لیا۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں طنز آ گیا، لیکن جن کے دل آئینے کی طرح شفاف ہوتے وہ ایسی باتیں سمجھ نہیں پاتے سو مصطفیٰ نے بھی مسکراتے ہوئے علینہ کی بات کی تائید کی تھی۔

☆☆☆

آہستگی سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تھا، میرب کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، وہ جانتی تھی وہ اسے پسند نہیں کرتا مگر اپنے دل کا کیا کرتی جو اس کی محبت میں بچپن سے پور پور ڈوبا ہوا تھا وہ خوش تھی اس کے نکاح میں آ کر مگر کسی ایک احساس کے تحت اس کا حلق خشک ہو رہا تھا وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا یہ سوچ کر ہی اس کے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی، اس میں اتنی طاقت نہیں تھی وہ مقابل کا سامنا نظریں اٹھا کر کرتی، سو جھکا ہوا سر مزید جھکانے میں عافیت سمجھی۔

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

''تم نے بے کار میں اپنا ٹائم ضائع کیا میرا انتظار کر کے حالانکہ تم جانتی تھی نہ تو میں تمہارے حسن کے قصیدے پڑھوں گا اور نہ ہی کوئی فلمی ڈائیلاگ بول کر اپنا اور ٹائم ضائع کروں گا کیونکہ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں، بہت ٹف شیڈول ہے میرا۔'' اس نے اندر داخل ہوتے ہی لفظوں کی گولہ باری شروع کر دی تھی۔

اس کی شعلے اگلتی زبان نے میرب کو تڑپانے کا سامان مہیا کر دیا تھا ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں ہو گئے، وہ نا چاہتے ہوئے اس پتھر دل انسان کے سامنے رونے پر مجبور ہو گئی تھی۔

''ایک تو شادی کے نام پر اتنی فضول اور بے کار رسمیں انسان کو تھکا ڈالتی ہے اور شادی بھی، وہ جس میں انسان کا اپنا دل ہی خوش نہ ہو اوپر سے پرزور اصرار کہ بیٹا ذرا مسکرا تو لو، ذرا قریب تو آؤ مووی بناؤ زہر لگ رہے تھے مجھے وہ سب لوگ اب تمہیں کیا باقاعدہ دعوت نامہ بھیجنا پڑے گا کہ بیڈ خالی کر دو مجھے سونا ہے، بیٹھی تو ایسی ہو جیسے کسی ریاست کی ملکہ ہو۔'' مسلسل تیزی سے بولتا اچانک وہ اس کے کان کے بالکل قریب آ کر غرایا۔

سر جھکائے میرب نے ایکدم اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا، کاجل بری طرح بہہ چکا تھا، یک ٹک اسے اپنی جانب دیکھتے ہوئے عالم نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

''کیا مجھے کھانے کا ارادہ ہے۔'' کاٹ دار انداز میں ایک بار پھر سے طنز کیا گیا۔

میرب نے نظریں فوراً جھکا لی اور بھاری بھرکم لہنگا کو سنبھالتی بیڈ سے اترنے کی کوشش کرنے لگی، قریب کھڑے عالم سے خائف ہوئی تھی یا پھر اپنا توازن سنبھال نہ سکنے کی وجہ سے لڑکھڑا کر بیڈ سے نیچے گر گئی، میرب کراہ کر رہ گئی اسے بری طرح چوٹ لگی تھی۔

''سنبھال نہیں سکتی تو پہن کر بیٹھنا ضروری تھا۔'' اسے گرتا دیکھ کر تھوڑی سی انسانیت اس میں جاگی تھی ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا، لیکن میرب نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اپنے گھٹنوں میں سر دے لیا، مضبوطی سے لب بھینچے وہ بے آواز روتی رہی، تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

''میڈم اگر آپ کا مزید رونے کا پروگرام ہے تو پلیز کہیں اور جا کر کر لیں مجھے سونا ہے، میں بہت تھکا ہوا ہوں۔'' اس کے رونے کی آواز سے وہ ڈسٹرب ہو رہا تھا اس لئے غصے سے چلا پڑا، میرب کی آواز حلق میں ہی کہیں دب گئی۔

اس کی تلخ آواز میں بے زاری کے نشتر اسے اپنے وجود میں گڑھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اس قدر بے وقعتی اور ذلت پر وہ لب بھینچے واش روم کی طرف بڑھی تھی، ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا، دل تو اس کا ٹوٹ کر بکھر چکا تھا اس کے ارمانوں اور خواہش کا مذاق اڑایا گیا تھا، اس کی محبت کی اتنی نا قدری وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی عالم اس کے ساتھ یہ سلوک روا رکھے گا، اتنی ذلت اور رسوائی پر اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا، زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، اسے کیا پتہ تھا اس کا خواب اس کے لئے عذاب بن جائے گا، زندگی بھر کا عذاب ایک ان چاہے رشتہ میں بندھنے کی تکلیف وہ سہہ رہی تھی، وہ درد برداشت کر رہی تھی جو بنا قصور کے ملا تھا، اسے آج اندازہ ہوا عالم اس سے کتنی نفرت کرتا ہے

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

بلک بلک کر وہ ایک ایک چیز اتار کر پھینک رہی تھی آنسوؤں تو اتر اس کے گالوں کو گیلا کر رہے تھے، پوری رات اس نے آنکھوں میں کاٹی تھی اور عالم بے حس بنا اپنے دل کی ساری نفرت ساری بھڑاس اس پر نکال کر آرام سے پرسکون نیند سو رہا تھا۔

☆☆☆

ولیمہ کی تقریب شام کو ہونا تھی، میرب نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا، بی جی کے ہر سوال کا جواب وہ اطمینان اور مسکرا کر دے رہی تھی، کل کی رات نے اسے جھوٹ بولنا بھی سکھا دیا تھا اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ اپنا بھرم کیسے رکھا جا سکتا تھا، کزنز کی شرارت بھری باتوں پر وہ سر جھکا کر مسکرا دیتی تو بی جی اس پر اور نہال ہو جاتیں، عالم کو اس نے صبح سے دیکھا نہیں تھا، اس لئے وہ ریلیکس فیل کر رہی تھی، بیوٹیشن فنکشن کے لئے اسے تیار کر کے جا چکی تھی، میرون کلر کے کامدار لہنگے میں اس کی سفید رنگت لشکارے مار رہی تھی، حیاء کے رنگوں سے لبریز اس کی پلکیں جھکی جا رہی تھی۔

''آج تو عالم بھائی آپ کو دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گے۔'' کسی کزن کی آواز پر اس نے گردن جھکا لی، مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ ہر اک کی بات کا جواب دے رہی تھی۔

بلیک شلوار قمیض میں ملبوس عالم بھی اپنے حسن اور وجاہت کی داد وصول کر رہا تھا، ہر چہرے پر خوشی اور مسکان تھی بی جی کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی، مگر جن کے لئے یہ فنکشن منعقد کیا گیا تھا، وہ دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق بنے اسٹیج پر ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، رات گئے وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اطراف میں نگاہ ڈال کر سکون کا سانس لیا، پھولوں سے سجی سیج کو نوچ کر صوفے پر رکھ دیا گیا تھا، بیڈ بالکل خالی تھا، اس نے کمرے میں ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو صوفے پر اس کا وجود اسے نظر آیا یعنی وہ اس کے آنے سے پہلے چینج کر کے سونے کے لئے لیٹ گئی، عالم نے اک گہری سانس خارج کی، اب وہ خود کو قدرے ہلکا محسوس کر رہا تھا، پرسکون ہو کر وہ بیڈ پر لیٹ چکا تھا، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گہری نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، صوفے پر سونے کی ایکٹنگ کرتی میرب نے اپنی آنکھیں پونچھ کر کروٹ اس کی طرف کر لی۔

☆☆☆

''چچی جان یہ سب میں کیسے کھاؤں گا میرا تو اچھا خاصا وزن بڑھ جائے گا یہ تو سراسر زیادتی ہے چچی جان۔'' وہ کھانے کے اتنے لوازمات دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے بولا۔

''خبردار مصطفیٰ کوئی بھی بہانہ نہیں چلے گا اتنے عرصے بعد آئے ہو یہ سب تو تمہیں کھانا ہی پڑے گا تھوڑے سے سموسے، پکوڑے، کیک، بسکٹ، دہی بڑے اور آلو کی چاٹ ہی تو ہے ابھی تو تمہیں ڈنر ہمارے ساتھ کرنا ہے۔'' وہ ایک ہی سانس میں گنواتے ہوئے بولی۔

''یہ اتنا کچھ صرف ہے۔'' وہ تقریباً چلایا تھا اور بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا جب اندر آتی ایمان نے اپنی سیٹ سنبھال لی۔

''کیا بات ہے سردار جی بڑے تیار شیار ہو کر آئے ہو۔'' ایمان نے شرارت سے اس کی سمپل سی تیاری کو خاص بنا دیا تھا۔

''وہ کیا ہے نا کنیز جی بندہ ناچیز پہلی بار اپنی سسرال آیا ہے تو سوچا ذرا بن ٹھن کر جایا جائے اتنا تو حق ہے میرا ویسے آپس کی بات ہے تم نہیں سمجھو گی جب سسرال میں جاؤ گی تب تمہیں میری

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

حالت کا اندازہ ہوگا، ظالم سسرال چیز کیا ہے۔''
شان بے نیازی سے تفصیلی جواب دیا گیا اور یہ جواب سن کر ایمان کا ہنسنا تو لازمی تھا۔
''سردار جی اس وقت آپ سسرال میں ہیں یاد ہے اور ہم آپ کی اکلوتی سالی ہے اور سالی کا مطلب آدھی گھر والی اور یہ آدھی گھر والی آپ کی پوری گھر والی سے ملوا سکتی ہے اور مجھ سے بگاڑ آپ کا نقصان کروا سکتا ہے اور ویسے بھی ان میڈم تک آپ کے آنے کی اطلاع مل چکی ہے تو شاید افطاری کرنے بھی وہ نہ آئے تو سوچ لیجئے آپ۔'' ابھی اس کی بات پوری طرح مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ چچی کے دو تھپڑ اس کے سر پر لگے تھے۔
''کیا سسرال سسرال کی رٹ لگائی ہے وہ اپنی ماں کے گھر آیا ہے میرا بیٹا ہے یہ سمجھ میں آئی تیرے بات اور تمیز سے بات کیا کر تیرا بڑا بہنوئی بھی ہے اور بھائی بھی دو دو رشتے ہے تیرے۔''
امی کی کلاس لگتے دیکھ کر وہ اپنی ہنسی ضبط نہ کرسکا اور کھلکھلا کر ہنس دیا۔
اس کی ہنسی کی آواز سن کر سائرہ بیگم نے اس کی بلائیں لینا شروع کر دی۔
''ایسے ہی ہنستا رہا کر مصطفیٰ تیزی ہنسی کی گونج اس گھر میں ہی نہیں اس گھر میں بھی گونجنی چاہیے، تیری مسکراہٹ مجھے بہت ہی پیاری لگتی ہے میرے بچے۔'' وہ والہانہ انداز میں اس پر نثار ہوتے ہوئے بولی جس اس کی نظر اوپر کھڑی مناہل پر پڑی جو غصے سے لال پیلی ہوئی بہت پیاری لگ رہی تھی، اس کی چمکتی آنکھوں کی چمک میں ایکدم اضافہ ہوا تھا، اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے امی سے اشارتاً کچھ کہا تھا۔
''ماما کیا بھیا اور مناہل کا آپس میں پردہ ہے۔'' وہ اشارہ ملتے ہی بے دھڑک سائرہ بیگم سے مخاطب ہوئی اور ہوئی بھی تو کس طرح مصطفیٰ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔
''کیوں بیٹا مصطفیٰ اور مناہل کا آپس میں نکاح ہو چکا ہے اور ویسے بھی یہ کون سا شروع سے آپس میں پردہ کرتے تھے اور ویسے بھی نہ ہمیں پہلے کوئی اعتراز تھا اور نہ اب یہ جیسے چاہیے آپس میں مل سکتے ہیں ہمیں اپنے بچوں پر پورا اعتماد ہے۔'' مسکراتے ہوئے سائرہ بیگم نے جیسے اسے عندیہ دیا ہو۔
وہ اس کے کمرے میں پہلی بار نہیں آیا تھا مگر آج جس رشتے کی حیثیت سے وہ اندر داخل ہو رہا تھا یہ سوچ کر اس کے لب کھل اٹھے، جبکہ غصے سے کھولتی ہوئی کمرے میں اِدھر اُدھر چکر لگاتی مناہل کو جیسے بریک لگ گئے۔
''کیسی ہو تم۔'' بے حد اپنائیت اور محبت سے پوچھا گیا تھا۔
''میں مروں یا جیوں تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔'' جواب نہایت غصے اور بد لحاظی سے دیا گیا۔
''تمہیں کس نے کہہ دیا مجھے فرق نہیں پڑتا۔'' وہ دو قدم آگے بڑھا تھا۔
''دیکھو مصطفیٰ میں......'' وہ ابھی جملہ مکمل بھی نہیں کر پائی تھی کہ بیچ میں مصطفیٰ نے اچک لیا۔
''دیکھ ہی تو رہا ہوں جان مصطفیٰ۔'' وہ محبت سے مسکرایا تھا۔
''یہ تمہارے لئے انگیج منٹ کے لئے لی تھی مگر اچانک پھر سب پروگرام بدل گیا اور منگنی کے بجائے نکاح اور پھر تمہارا ہاسپٹل میرے تو ارمانوں پر جیسے اوس پڑ گئی اتنی محبت سے تمہارے لئے خریدی گئی یہ انگوٹھی اتنے دنوں سے میری جیب میں پڑی رہی، آج یہاں آنے کا پروگرام

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

ہوا سوچا تمہاری چیز تمہیں دے دوں، ویسے اب تو نہیں کہوں گی تمہارا تایا کا بیٹا اپنی چچا کی بیٹی سے فلرٹ کر رہا ہے، بلکہ اب تمہیں یہ کہنا چاہیے وہ اس لڑکی سے فلرٹ نہیں بے انتہا محبت کرتا ہے۔'' وہ سوچ کر آیا تھا اسے تنگ نہیں کرے گا مگر اس کی شکل دیکھتے ہی ساری شوخی شرارت لوٹ آئی تھی، اب وہ مکمل اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا، اس نے انگوٹھی مناہل کی طرف بڑھائی مگر مناہل نے یکسر انداز کر دیا اس کی بات اور ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی کو۔

''مصطفیٰ میں سیریس ہوں اور چاہتی ہوں تم بھی سیریس ہو کر میری بات پوری توجہ اور سنجیدگی سے سنو۔'' وہ سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوئی، مصطفیٰ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا واقعی وہ سنجیدہ تھی۔

''یہ سچ ہے کہ تم نے مجھ سے نکاح کر کے میرے تمام اختیارات اپنے نام کروا لئے یہ بھی سچ ہے مصطفیٰ تم صرف اختیارات نام کروا سکے ہو میرے دل میں اپنی محبت نہیں جگا سکے، مجھے لگتا ہے تم نے یہ سب ضد میں آکر......'' مصطفیٰ نے کچھ بولنا چاہا تو مناہل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

''پہلے میری سن لو مصطفیٰ ایسا نہ ہو کہ یہ سب سہتے سہتے میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں، میں چاہ کر تم سے محبت نہیں کر پا رہی ہوں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچ پاتی مجھے تم سے نفرت محسوس ہوتی ہے اور یہ نفرت میں تو کیا کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا، تم میرے وجود تک تو رسائی حاصل کر لو گے مگر دل تک نہیں، میں یہ نہیں کہتی مجھے کسی اور سے محبت ہے، میرا دل اس وقت شفاف سلیٹ کی مانند ہے یہ سب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مصطفیٰ مجھے زبردستی اس بندھن میں باندھ کر تم نے بابا نے سب نے مل کر میرے ساتھ بہت غلط کیا اور اس غلطی کو تم ہی سدھار سکتے ہو، مجھے اس رشتے سے آزاد کر کے۔'' وہ اپنی بات مکمل کر کے مصطفیٰ کی طرف دیکھ رہی تھی جو سکتے کے عالم میں کھڑا تھا ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی کافی دیر پہلے ہی گر چکی تھی، مصطفیٰ کو لگا پورا کا پورا انوار ہاؤس اس کے اوپر گر چکا ہے، وہ اس سے کیا مانگ رہی تھی، وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا محبت کی اس بے قدری پر، اس نے حیرانگی سے مناہل کی طرف دیکھا جیسے شاید کوئی فرق نہیں پڑا تھا اس لڑکی نے ہمیشہ اس کے پیار اس کی وفا اس کے خلوص کا صرف مذاق اڑایا تھا، لیکن وہ اس کی ہر بات کو صرف مسکرا کر برداشت کر لیتا اس کے طنز میں بھی اس کی محبت تلاش لیتا، وہ جان بھی مانگ لیتی تو شاید مصطفیٰ اک پل میں اس پر اپنی جان نثار کر دیتا مگر وہ تو وہ مانگ رہی تھی جو وہ کبھی نہ کر سکتا تھا جسے اتنی مشکلوں سے اپنایا تھا اسے کیسے وہ چھوڑ سکتا تھا۔

''کہو مصطفیٰ کیا کہتے ہو؟'' وہ اس کے پر کاٹ چکی تھی یا پھر موت کا پروانہ پڑھ کر کہہ رہی تھی بتاؤ مرنا ہے یا پھر نہیں۔

''تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو میں اور تم ایک خاندان کے بچے ہیں تم بھول رہی ہمارے ماں باپ ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں، جو ایک دوسرے پر جان دیتے ہیں تم کہہ رہی ہو میں ان دونوں کی جان لے لوں، ہماری مائیں سگی بہنیں نہیں ہے مگر ایک دوسرے کے لئے سگوں سے بڑھ کر ہیں اور تم کہہ رہی ہو تم سے تعلق توڑ لوں مناہل میرا اور تمہارا رشتہ نہیں ٹوٹے گا دو خاندان دو بھائی جدا ہوں گے اور وہ جدا ہو کر زندہ نہیں رہ پائیں گے کیا تم انوار ہاؤس اور احمد ہاؤس کے لوگوں کو ایک دوسرے کو بددعا دیتا دیکھ سکتی ہو، کیا تم انہیں اجڑتا دیکھ سکتی ہو، میں تمہیں

Scanned with CamScanner

آزاد کر بھی دوں تو کیسے مجھے جواب چاہیے، سوچ لینا تو مجھے تمہاری خوشی چاہیے، محبت کا کیا ہے وہ تو کسی کسی کے حصے میں آتی ہے اور شاید وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوں گے جنہیں محبت کا ساتھ میسر ہو اور میں خوش قسمت ہرگز نہیں ہوں، مگر میری دعا ہے تم ہمیشہ خوش رہو، میری محبت کو تم سمجھ نہیں سکتی شاید کبھی سمجھو بھی نا مگر خدا سے دعا ہے تم جیسے چاہو وہ تمہیں مل جائے۔'' وہ اندر سے بری طرح ٹوٹ چکا تھا۔

ابھی ابھی وہ اپنے دل میں یہ دعوا کر رہا تھا کہ اس لڑکی کو اب اور اپنی محبت سے کھیلنے نہیں دے گا مگر یہ دل کم بخت اتنا ذلیل ہو کر بھی اس کے آنچل میں سمانے کے لئے مچل رہا تھا، کیوں محبت امتحان لیتی ہے کیوں اتنا تڑپاتی ہے، کسی کو پا کر کھونا کسے کہتے ہیں یہ کوئی مصطفیٰ احمد سے پوچھتا وہ بکھر چکا تھا اور بکھرے ہوئے وجود کو سنبھالنے میں اسے وقت چاہیے تھا، اس نے ایک نظر اس سنگدل کے چہرے پر ڈالی جو شاید کسی تذبذب کا شکار تھا۔

''تم فکر مت کرو مناہل میں تمہارے ساتھ غلط نہیں ہونے دوں گا، جو کچھ بھی ہوا اس کے لئے معذرت۔'' اسے تسلی دے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر شکستگی صاف لکھی ہوئی تھی، اس کی مسکراتی آنکھوں میں آنسوؤں تحریر تھے، اس کے چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی، مناہل کو ایک لمحے کے لئے کچھ ہوا تھا، مصطفیٰ کی آواز نے اس کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے۔

''بہت مشکل ہے مناہل خود کو سنبھالنا مگر میں یہ بھی کر لوں گا تم تو جانتی ہو میں کتنا جولی ہوں اور روشنیوں کی جس دنیا میں رہتا ہوں وہاں یہ سب معمول ہے میں سنبھل جاؤں گا آخر ایک سو بہتر گرل فرینڈ کس دن کام آئے گی۔'' وہ دروازہ کھول کر نکل چکا تھا جبکہ مناہل نے اپنے اندر کچھ ٹوٹتا ہوا محسوس کیا۔

☆☆☆

صبح اس کی آنکھ خلاف معمول دیر سے کھلی تھی، انگڑائی لیتے وقت بے ساختہ عالم کی نگاہیں صوفے پر گئی تو وہ وہاں موجود نہیں تھی، کمبل خود پر سے ہٹا کر وہ بیٹھ چکا تھا، یقیناً وہ واش روم میں تھی، چند لمحوں بعد وہ سادہ سے پنک کلر کے سوٹ میں ملبوس برآمد ہوئی، کھلے بال اس کی کمر سے نیچے جھول رہے تھے، جن سے پانی ٹپک رہا تھا، بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر بنی جھالر پر پانی کے قطرے اسے اور پیارا بنا رہے تھے مگر عالم نے اس پر سرسری نگاہ ڈال کر رخ موڑ لیا تھا، اس کے سائیڈ سے نکل کر وہ واش روم میں جا چکا تھا اور میرب بت بنی کھڑی اس بے رحم انسان کو سوچتی رہی جو اک نگاہ ڈالنا بھی گناہ سمجھتا تھا۔

عالم جب فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا تو اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بالوں میں برش کرتا دیکھ کر بری طرح جھنجھلا گیا۔

''کیا مصیبت ہے ہر چیز میں اتنی ست کیوں ہو تم مہربانی کر کے سائیڈ پر ہو کر اپنی زلفوں سے جتنی دیر چاہے کھیلتی رہیں۔'' طنزیہ لہجے میں کہتا وہ اسے خوابوں کی نگری سے ہوش میں لایا تھا، میرب تیزی سے سائیڈ پر ہو گئی، عالم گنگناتے ہوئے اپنے بال سیٹ کرنے لگا جبکہ میرب نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر کو جھکا لیا۔

دن تیزی سے پر لگا کر گزر رہے تھے عالم کی چھٹیاں بھی اب ختم ہونے والی تھی، بی جی کا خیال تھا وہ میرب کو ساتھ لے کر جائے گا مگر عالم کے کہنے کے مطابق ابھی اسے گھر جا کر سیٹ کروانا ہو گا پھر وہ میرب کو آ کر لے جائے گا، بی جی اس

www.Paksociety.com
Scanned with CamScanner

digest library.com

کی بات سے کچھ حد تک مطمئن ہو گئی تھیں اور رہا سہا اطمینان انہیں میرب نے دے دیا تھا جو بی جی کے سامنے ہر دم مسکراتی رہتی، عالم کا رویہ بھی بی جی کے سامنے میرب کے ساتھ کافی دوستانہ رہتا، مگر تنہائی میں وہ اسے کاٹنے کو دوڑتا، میرب بھی زیادہ وقت اس کے سامنے نہ آتی، لے دے کر رات کو اس کے کمرے میں جا کر سونا پڑتا تو یا تو وہ پہلے جا کر لیٹ جاتی یا پھر اس کے سونے کا انتظار کرتی۔

☆☆☆

وہ کافی دیر سے سڑکوں پر اِدھر اُدھر گاڑی دوڑا رہا تھا، تھک کر اس نے گاڑی کا رخ حویلی کی طرف موڑ لیا، بی جی کو اپنے انتظار کرتے دیکھ کر اسے شرمندگی نے آگھیرا۔

''کہاں تھے عالم بیٹا میں کب سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔'' انہوں نے پریشانی سے استفسار کیا۔

''بی جی آپ اتنی رات تک میرا انتظار کیوں کر رہی ہیں، آپ کی بہو صاحبہ کہاں ہیں۔'' الٹا اس نے ہی سوال داغ دیا۔

''میری فکر ہوتی تو اتنی رات کو مجھے انتظار کرواتے۔'' انہوں نے اس کی طرف ناراضگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''معذرت چاہتا ہوں بی جی آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا، دراصل اک دوست مل گیا بس وہیں ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا۔'' بلیک پینٹ شرٹ زیب تن کیے بکھرے بالوں کے ساتھ وہ کافی نڈھال اور ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

''خیریت تو تھی نا۔'' بی جی نے اک بار پھر سے سوال دہرایا۔

''ہاں جی سب خیریت تھی آپ بھی آرام کریں میں بھی سونے جاتا ہوں کافی تھک چکا ہوں۔'' ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے دماغ میں ہلچل مچی ہوئی تھی، دو کشتیوں کا مسافر بن کر زندگی گزارنا نہیں چاہتا تھا۔

میرب سے لاتعلق ہونے کا مطلب بی جی کو کھونا تھا، اس کا دل اس کی طرف مائل ہو نہیں رہا تھا، مگر پھر بھی مجھے اس رشتے کو لے کر اک کوشش کرنی چاہیے، دروازہ کھولتے ہی اسے احساس ہوا وہ کسی سے بات کر رہی تھی آواز بالکل سرگوشیانہ تھی، فطری تجسس سے مجبور ہو کر اس نے ان کی باتیں سن لیں۔

محبت انسان کو مار کر رکھ دیتی ہے جیسے آپ اپنا سب کچھ سمجھتیں وہی آپ پر اک نگاہ محبت کی نہ ڈالیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے ساتھ نبھانا چاہیے یا ساتھ چھوڑ دینا چاہیے یا پھر اسے وہ حق دے دیا جائے وہ جو مرضی سلوک روا رکھیں مگر ہم نے اف نہیں کرنی یہ سچ ہے وہ میرب کے ساتھ جو بھی سلوک کریں مگر میرے مرتے دم تک اس کی رہے گی دوسری طرف سے نجانے کیا کہا تھا وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔

میرب کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی وہ کیا اور کس کے بارے میں کہہ رہی تھی یہ بات وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا سارے دن کی تھکن اور کوفت سے اس کا برا حال تھا رہی سہی کسر میرب کے انداز نے پوری کر دی تھی۔

اس نے ایک جھٹکے سے فون اس سے جھپٹ کر زمین پر دے مارا اس اچانک افتاد پر میرب بری طرح بوکھلا گئی اسے سمجھ میں نہیں آیا اتنا غصہ کس بات پر۔

''بی جی تمہیں پاکیزہ اور پارسا سمجھتی تھی ان کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے ذرا بھی شرم نہیں آئی مجھے تم بی جی کو بے وقوف بنا سکتی ہو مگر

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

مجھے ہرگز نہیں، بی جی تمہیں بہت پاکیزہ مضبوط کردار والی بہت ہی اچھی لڑکی سمجھتی رہی اور میں خود گلٹی فیل کرنے لگا کہ میں تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں کر رہا مگر تم یہی ڈیزرو کرتی ہو، تم اسی کے لائق ہو۔'' اسے بالوں سے دبوچ کر وہ اس کے کان کے قریب آ کر غرایا تھا، میرب درد کی شدت سے کراہ اٹھی تھی مگر اس پر جیسے کوئی جنون سوار تھا، میرب کی دس منٹ میں اس نے حالت خراب کر دی تھی۔

''عالم پلیز آپ غلط سمجھ رہے ہیں، میں اپنی دوست سے بات کر رہی تھی، چاہئیں تو آپ فون کر کے معلوم کر لیں، وہ میری دوست بلوشہ تھی۔'' وہ اپنی صفائی میں مسلسل بول رہی تھی، لیکن عالم کے ایک زوردار تھپڑ نے اس کی آواز حلق میں دبا لی۔

''اتنا بھی بے غیرت نہیں ہوں میں کہ تمہاری جاسوسی کرتا پھروں اور تمہارے دوستوں سے کال کر کے پوچھوں تمہارے بارے میں، میں نے جو سنا اور جو کچھ میں دیکھ چکا ہوں وہ تمہاری اصلیت بتانے کے لئے کافی ہے اور تمہارے پاس یہ چیز ہی نہیں ہوگی جس سے تم کسی سے رابطہ میں رہو میں تمہیں اپنی عزت سے کھیلنے نہیں دوں گا، یہ بات ذہن نشین کر لو۔'' وہ غصے سے پھنکارا اور ایک جھٹکے سے اسے خود سے قریب کیا عالم نے اسے اتنی مضبوطی سے پکڑ کر خود سے قریب کیا ہوا تھا، کہ اس کی گرم سانسیں میرب کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ شرما کر نظریں جھکا لیتی مگر اب وہ ٹکٹکی باندھے اس شخص کی طرف رہی تھی جیسے احساس ہی نہیں تھا وہ کیا کہہ رہا ہے اور کس بنیاد پر الزام لگا رہا ہے، کیا وہ اسے اتنا گرا ہوا سمجھتا ہے، کم مائیگی کا احساس اسے شدت سے ہوا تھا اسے احساس ہوا اس شخص سے محبت کرنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی، اپنی بے بسی پر اس کا دل شدت سے رونے کو چاہ رہا تھا، آنسوؤں اس کے گالوں کو بھگو رہے تھے، عالم کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا، اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا تھا، وہ اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھی، تیورا کر بیڈ پر اوندھی گری، وہ اپنی سفاکیت دکھا کر آندھی طوفان کی طرح لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا، میرب نے اس شخص کی طرف دھندلاتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

قسمت نے اس کے ساتھ بدترین مذاق کیا تھا، اس نے ایسی زندگی کے خواب تو نہ دیکھے تھے۔

وہ شہزادوں جیسی شخصیت رکھنے والے شخص کا یہ روپ دیکھ کر سکتے میں تھی، وہ تو پر یقین تھی وہ اپنی محبت سے اس پتھر دل انسان کو جیت لے گی، وہ تو اس سے شدت سے محبت کرتی تھی، جس کی محبت میں وہ پور پور ڈوبی ہوئی تھی وہ شخص اس پر اتنا گھٹیا اور رکیک الزام لگا رہا تھا اس کی محبت کو گالی دے کر گیا تھا، اسے یقین نہیں آ رہا تھا عالم اس کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے، اسے نفرت محسوس ہو رہی تھی اس سے خود سے ہر چیز سے میرے ساتھ ہی ایسا کیوں میرے اللہ وہ تڑپ تڑپ کر اپنے رب کو پکار رہی تھی۔

عالم صبح ہوتے ہی لاہور کے لئے نکل چکا تھا، یہ اطلاع بی جی کو نوکروں سے ملی تھی انہیں حیرانی ہوئی وہ ان سے ملے بغیر ہی کیسے چلا گیا، میرب سے استفسار کیا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا، اس کا افسردہ چہرہ اس کے دل کی ہر بات کی ترجمانی کر رہا تھا، اسے گئے ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے لیکن اس نے وہاں پہنچ کر کسی کو اطلاع نہیں کی تھی۔

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

☆☆☆

رمضان المبارک کی آمد ہو چکی تھی، آج نواں روزہ تھا، ہر شخص رمضان کی برکتیں سمیٹنے میں مصروف تھا، مصطفیٰ نے بھی رمضان کے احترام میں شوبز کے کام سے فی الوقت کنارہ کشی اختیار کی ہوئی تھی، عید کے پروجیکٹ اس نے رمضان سے پہلے ہی ختم کروا لئے تھے۔

آج خاص طور پر سائرہ بیگم نے مصطفیٰ کو جلدی گھر آنے کی تاکید کی تھی کیونکہ آج انہوں نے ناصرہ بیگم اور انوار صاحب کو مناہل اور ایمان کے ساتھ افطاری میں مدعو کیا ہوا تھا، افطاری کا ٹائم ہونے والا تھا لیکن مصطفیٰ کا کہیں نام و نشان نہیں تھا، جس کی وجہ سے ان کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی، افطاری سے کچھ دیر پہلے اس کا میسج آ رہا تھا۔

''وہ اپنے کسی دوست کے ہاں انوائٹ ہے۔'' سائرہ بیگم اس کے نہ آنے کی وجہ سب کو بتا رہی تھی۔

مناہل نے سکون کا سانس لیا، وہ نہیں آئے گا یہ جان کر وہ پرسکون ہو چکی تھی، سب افطاری سے فارغ ہو چکے تھے اور اب چائے کا دور چل رہا تھا، سب کے اصرار پر ایمان چائے بنانے جا چکی تھی، سائرہ بیگم اور حسن احمد مصطفیٰ کی حرکت کی وجہ سے شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔

''کوئی اہم مسئلہ ہو گا ورنہ وہ لازمی آ جاتا۔'' چائے پیتے ہوئے ناصرہ بیگم نے سائرہ بیگم سے کہا ان کی تائید گردن ہلا کر انوار صاحب نے بھی کی۔

''سب اسے مس کر رہے تھے مگر اک مناہل تھی جو اس کے نہ ہونے کی وجہ سے کافی سکون محسوس کر رہی تھی، ویسے تائی امی افطاری بہت لذیذ اور مزے دار تھی بہت مزہ آیا۔'' سچ میں مناہل نے ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر بہت پیار سے کہا۔

''میری بیٹی کو پسند آئی اور کیا چاہیے۔'' اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔

''یعنی میرے لئے کچھ بھی نہیں تھا سب مناہل آپی کے لئے تھا واہ جی واہ۔'' ایمان کے منہ بسورنے پر سبھی مسکرا دیئے۔

☆☆☆

مسلسل بزی رہنے کا بہانہ بھی وہ آخر کب تک بناتا اس سے دور رہنے کی وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن اپنی اس کوشش میں وہ ہر بار ناکام ہو جاتا، وہ اپنے دل کو اس سے دور رکھنے کے لئے بمشکل قائل کر پاتا کہ وہ اچانک سامنے آ کر اس کے ہر منصوبے اور مضبوط ارادے کو ناکام بنا دیتی، وہ تھک چکا تھا خود سے جنگ کرتے کرتے بالآخر اس نے ان سب سے بچنے کا حل ڈھونڈ لیا تھا، ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں اسے کافی عرصہ ملک سے باہر رہنا تھا، وہ وہاں جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

شاید یہ میرے اور اس کے لئے بہتر ہو پچھلے دو گھنٹے سے وہ بالکونی میں کھڑا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا، آج اس کا دل صبح سے ہی بوجھل بوجھل سا تھا وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا وہ اس کو اس کی خوشی کے لئے چھوڑ دیں یا پھر اپنی خوشی کے لئے اسے اپنے پاس رکھے، محبت کو چھوڑنا اس کے لئے آسان نہیں تھا، اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی پرندہ ہو جو پنجرے میں قید ہو اور کسی نے اس کے پر کاٹ دیے اور اسے اڑنے کو کہا جائے، وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔

''صرف ایک بار وہ میرا یقین کر کے مجھ پر اعتبار کر لیں پھر میں اسے خود ہی محبت کرنا سکھا دوں گا، اے اللہ اک بار وہ جان لے مجھے اس

www.paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

سے کتنی محبت ہے، میں اس کی جدائی اور نفرت کا عذاب کس طرح سہہ رہا ہوں وہ جان جائے یہ عذاب کتنا دردناک ہوتا ہے، وہ جان جائے میں لمحہ لمحہ بکھر رہا ہوں اس کی محبت میں ٹوٹ رہا ہوں، مجھے اختیار نہیں رہا خود پر اپنے دل پر، نہ جلتا ہوں نہ بجھتا ہوں، صرف رت جگے منا رہا ہوں اس کی ڈیمانڈ نے مجھے مار دیا ہے وہ جان جائے کتنے دن گزر گئے میں سو نہیں پایا میری ان جلتی ہوئی آنکھوں کو قرار دے دو۔'' آنکھیں موندیں دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھا، رات کا سناٹا بڑھتا جا رہا تھا، فضا میں بھی خنکی کافی بڑھ چکی تھی اور رات کے اس پہر جب سارا عالم مزے کی نیند سو رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ بن کر گر رہے تھے۔

☆☆☆

''کیسی ہو تم؟'' کافی دنوں کے بعد اسے سامنے پا کر وہ پھر سے خود سے کیا گیا وعدہ فراموش کر بیٹھا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں آپ سنایئے کیسے مزاج ہے آپ کے؟'' خلاف معمول بہت آرام سے جواب ملنے مصطفیٰ کو حیرانی ہوئی۔

''کافی دنوں بعد آپ نے چکر لگایا کہاں مصروف تھے۔'' زبردست قسم کا اک اور جھٹکا مصطفیٰ کو لگا۔

''مناہل تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔'' مصطفیٰ کے سوال پر مناہل مسکرا دی۔

''جی میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے، میں سوچ رہی تھی جب آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو ایفا بھی ضرور کریں گے سو آپ کا اور اپنا خون کیوں جلاؤں جب جدا ہونا طے ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے اپنے اچھے اخلاق کی وجہ بتا رہی تھی اور مصطفیٰ کو مسکراتے لب سکڑ گئے تھے اسے لگا اک بار پھر سے اس کا دل نوچ کر پھینکا جا رہا ہے اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا جبکہ مناہل آرام سے کسی میگزین میں گم تھی۔

وہ اک جھٹکے سے وہاں سے اٹھا تھا۔

''ماما سے نہیں ملو گے۔'' میگزین کے ورق گردانی کرتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

''نہیں میری طرف سے سلام کہہ دینا او کے بائے۔'' وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا، اگر ایک پل وہاں ٹھہرتا تو اس کا بھرم بھی بکھر جاتا ہے۔

مصطفیٰ کے کسی دوست کے ہاں افطار ڈنر پارٹی تھی اور اس کے دوست نے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ مناہل کو ساتھ ضرور لائے، مصطفیٰ نے پہلو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر ہار ماننا ہی پڑی، اس نے بات ایمان کے کان میں ڈال دی تھی اور ایمان نے مصطفیٰ کی بات ماما تک پہنچا کر اس کا ووٹ بھی مصطفیٰ کے حق میں کر لیا تھا اور جب ماما نے اسے افطار ڈنر اٹینڈ کرنے کو کہا تو اس کو پتنگے لگ گئے۔

''ماما آپ کو پتہ ہے مجھے پارٹی اٹینڈ کرنے کا کوئی شوق نہیں۔'' وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

''بیٹا ایسے نہیں کہتے مصطفیٰ کے ساتھ تمہارا جانا ضروری ہے، ورنہ اس کے دوست کیا سوچیں گے، تم ٹائم سے تیار ہو جانا شام کو آئے گا مصطفیٰ تمہیں لینے۔'' ماما اسے سمجھا رہی تھیں۔

''کمینہ انسان۔'' وہ زیر لب بڑبڑائی تھی، مرتی کیا نہ کرتی جانا تو تھا اس لئے تیار ہونے لگی۔

وہ جب لینے اسے گھر پہنچا تو سکائی بیلو کلر کے سوٹ میں ملبوس اس کے دل کی دھڑکنوں کو ڈسٹرب کر گئی، اس کے گالوں پر جھولتی لٹ کو مصطفیٰ کا دل چاہا ہاتھ بڑھا کر چھو لے، مصطفیٰ کی

Scanned with CamScanner

digest library.com

...اس کے چہرے کا طواف کر رہی
تھی۔

"سادگی میں بھی تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو، بالکل کسی شہزادی کی طرح۔" وہ اس کی تعریف کیے بنا نہ رہ سکا۔

"تم چلتے ہو یا میں اندر جاؤں۔" مناہل کی دھمکی کام کر گئی وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، مناہل کا رویہ بتا رہی تھا اسے زبردستی بھیجا گیا ہے۔

"پلیز اپنا موڈ وہاں ٹھیک رکھنا ورنہ میرے فرینڈز کیا سوچیں گے یہ کیسا کپل ہے۔" مصطفیٰ نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"سب جو بھی سمجھتا ہے سمجھے مجھے فرق نہیں پڑتا، ہر کام مجھ سے زبردستی کروایا جاتا ہے۔" مناہل کے لہجے میں تلخی در آئی۔

"تمہیں میرے ساتھ جانے پر کوئی ایشو تھا تو پلیز منع کر دیتی اپنے ساتھ زبردستی نہ کرتی میں تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا ہی لیتا۔" اس کے پھولے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے دلگرفتگی سے کہا۔

"میں جتنا اس تعلق کو چھپانا چاہتی ہوں آپ سب لوگ مل کر اتنا ہی اس تعلق کو دنیا کے سامنے لا رہے ہیں، نہیں چاہتی لوگ آپ کے حوالے سے مجھے جانے، مجھے بالکل پسند نہیں آئے گا کہ آپ کے نام سے متعارف ہونا مگر کیا جائے۔" ناک سکوڑ کر اس نے جواب دیا، مصطفیٰ کی رنگت ایکدم سرخ ہوئی تھی۔

اتنی تذلیل اتنی توہین یہ نہیں تھا مناہل یہ سب پہلی بار کہہ رہی تھی اسے تو شاید یہ سب کہنے کی عادت پڑ چکی تھی، یہ اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ کسی کا دل اس کی باتوں سے ہرٹ ہوتا ہے، مصطفیٰ کا صبر جیسے ختم ہو گیا، جس کے لئے وہ یہ سب کر رہا تھا، جس کی خوشی کے لئے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا یہ سوچے بنا کہ اس کی حرکت سے اس کے گھر والے بھی اس سے دور ہو جائیں گے، اپنے گھر والوں سے دور سات سمندر پار جانے کے لئے تیار تھا، وہ اس کے لئے تھوڑی دیر کسی سے مسکرا کر بھی نہیں مل سکتی تھی جیسے اس کا ساتھ شرمندگی محسوس کراتا تھا، جو اس تعلق کو اک غلطی کہتی تھی جیسے مصطفیٰ اپنی زندگی کہتا تھا۔

"اگر یہ حوالہ اتنی ہی شرمندگی کا باعث ہے تمہارے لئے اور تم مجھ سے ہر قیمت پر جان چھڑانا چاہتی ہوں تو پلیز یہ سب مجھے کہنے کے بجائے اپنے ماما بابا کو منع کر دیتی تاکہ یہ نکاح ہو ہی نہیں پاتا اور نہ ہی تمہارا نام میرے نام کے ساتھ جڑتا اور نہ تمہیں کسی کے بھی سامنے شرمندہ ہونا پڑتا۔" وہ اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے زور سے پھنکارا تھا، مناہل نے حیرانگی سے مصطفیٰ کی طرف دیکھا اس کے لئے اس کا یہ روپ بالکل نیا تھا، اس نے ہمیشہ اسے آرام اور محبت سے بات کرتے دیکھا تھا پھر نہایت بدلحاظی سے اس سے مخاطب ہوئی۔

"میں نے تم سے اصرار کیا تھا مجھ سے نکاح کرنے کے لئے، نہیں نا مگر بلکہ مجھ پر تو ظلم و جبر کیا گیا ہے، میری مرضی جانے بغیر مجھ سے سائن کروائے گے، مجھے زبردستی پنجرے میں بند کیا گیا ہے، گھٹن ہوتی ہے مجھے آپ کے ساتھ سے، میں نے تو طلاق مانگی ہے آپ سے، دے مجھے طلاق اور جان چھوڑیں میری۔" دونوں ہاتھ جوڑ کر اس نے تلخی سے کہا۔

مصطفیٰ نے تیزی سے گاڑی کا رخ موڑا تھا اس کی برداشت کی حدیں ختم ہو چکی تھی اگر اک لمحے میں وہ اس کے ساتھ رہتا تو شاید بہت کچھ

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

غلط ہو جاتا گاڑی انوار ہاؤس کے قریب روک کر اس نے تیزی سے باہر نکل کر دروازہ کھول کر اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

''اس سے پہلے میں اپنے حواس کھو بیٹھوں یہاں سے چلی جاؤ۔'' اس نے طیش زدہ انداز میں زور سے اس کا بازو دبوچا اور ایک جھٹکے سے اسے گاڑی سے باہر نکالا۔

''کیوں سچ سننا برداشت نہیں ہوا تم سے۔'' مناہل کو اس پر غصہ تھا اس لئے چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

''مناہل!'' اس کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تھا مگر اس کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا، وہ اس لڑکی کو کیسے مار سکتا تھا، جن کو دل کی سب سے اونچی سنگاسن پر بیٹھا چکا تھا، مناہل سکتے میں کھڑی اسے گھور رہی تھی، جبکہ مصطفیٰ کا تنا ہوا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا، لب بھینچے اس نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور فراٹے سے گاڑی کو فل اسپیڈ پر چھوڑ دیا، مناہل خاموشی سے اندر داخل ہوئی بڑی مشکل سے ماما کو مطمئن کیا اور کمرے میں بند ہو گئی، وہ عادی نہیں تھی، اس کے اس رویے کی، اس نے ہمیشہ مصطفیٰ کو خود پر محبت لٹاتے دیکھا تھا، یہ کون سا روپ تھا وہ جس سے انجان تھی، وہ کیا بات تھی جو اس کو اتنا غصہ آیا، مناہل کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا اس کے رویے کے بارے میں۔

وہ حق دق بیڈ پر بیٹھی نا چاہتے ہوئے سوچ رہی تھی، مصطفیٰ جان لیتا تو شاید خوشی سے پاگل ہو جاتا کہ مناہل اس کو سوچ رہی تھی ہے نا حیرانی کی بات۔

☆☆☆

بہت ہی طوفانی موسم تھا، ایک طوفان اس کے دل میں آ رہا تھا اور ایک طوفان موسم کی صورت میں بھی نظر آ رہا تھا، آندھی، بارش اور بجلی کی گرج چمک وہ تیز رفتاری سے گاڑی دوڑا رہا تھا، سڑک سنسان اور ویران تھی، اس نے گاڑی کو سائیڈ پر روکا، آنسو بارش کے ساتھ گھلنے لگے تھے ایک پل میں ہی اس کا وجود گیلا ہو چکا تھا مگر دل میں لگی آگ کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، منا ہل کی باتیں اسے ازبر ہو چکی تھیں اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہ سب باتیں وہ کئی بار کر چکی تھی، مگر آج دل میں اتنا درد کیوں ہو رہا تھا کیوں اسے لگ رہا تھا اس کا دل نوچ رہا ہے کوئی، بارش کی بوندوں اور کرب کی انتہا پر بہتے آنسوؤں وہ چلا اٹھا تھا، بارش میں بھیگتے ہوئے اسے کافی دیر ہو چکی تھی۔

موسم کے تیور بگڑے جا رہے تھے، اس نے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا اور بے بسی سے کار میں جا بیٹھا، کار ایک بار پھر سے برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی، دل میں اک طوفان تھا جو کسی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔

''محبت پر سے اعتبار اٹھ گیا ہے میرا، رسوا کر دیا اس نے میری پاکیزہ محبت کو، اس پر میں اپنی جان بھی لٹا دوں تو شاید پھر بھی وہ میرا اعتبار نہ کرے یا اللہ کیوں اس دل میں اس کے لئے اتنی محبت ڈال دی، کیوں یہ دل اس کی ذرا سی بے اعتنائی بھی برداشت نہیں کر سکتا، اے میرے اللہ میرے سچے اللہ ہمارے مابین وہ پاک تعلق قائم ہے جو میرے نبیؐ کی سنت ہے یا اللہ تو اس کے دل میں میری محبت ڈال دیں بے شک میرے اللہ تو جو چاہے کر سکتا ہے، میرے اور اس کے مابین جو تعلق ہے وہ اٹوٹ اور سچا ہے، یا اللہ اس سچے رشتہ کا واسطہ اس کے لئے دل میں میری محبت ڈال دے۔'' اس نے پوری شدت سے اپنے رب کو پکارا تھا۔

تبھی سامنے سے آتے ہی ٹرک کو دیکھ کر

www.Paksociety.com
Scanned with CamScanner

اس نے تیزی سے اسٹیئرنگ گھوما دیا تھا، پاؤں سیدھا اس کے بریک پر گئے تھے، کار گھوم کر تیزی سے سامنے درخت سے ٹکرائی تھی، فضا میں ایک شور بلند ہوا تھا اس کے ماتھے سے بہتا خون تیزی سے اس کے چہرے کو بھگو رہا تھا، ہوش و حواس بحال ہوئے مصطفیٰ کی آنکھوں میں آخری چہرہ جس کا آ رہا تھا وہ ظالم لڑکی تھی جس سے وہ زندگی سے بڑھ کر محبت کرتا تھا۔

☆☆☆

آج بائیسواں روزہ تھا، حویلی کی رونق بڑھتی جا رہی تھی، حویلی کی چہل پہل دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، بی جی کے کہنے پر میرب نے عید کے سوٹ بھی تیار کروا لئے تھے، حالانکہ اس کا ارادہ بالکل نہیں تھا کپڑے بنوانے کا مگر بی جی کی خوشی کی خاطر اس نے ان کی بات مان لی، عالم کو گئے دو ماہ ہو چکے تھے، بی جی سے اس کی تقریباً تین چار دن بعد بات ہو جاتی، وہ سب افطاری کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔

السلام وعلیکم کی آواز کی سمت میں انہوں نے دیکھا تو عالم کو دیکھ کر بی جی ایکدم کھڑی ہوئی تھیں۔

''میرا بچہ۔'' وہ والہانہ انداز میں اس کی طرف بڑھی، میرب نے ایک نظر اس وجیہہ شخص پر ڈالی جو ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

''السلام علیکم!'' بی جی سے مل کر وہ آہستگی سے اسے سلام کر رہا تھا، میرب وعلیکم السلام کہہ کر سائیڈ پر ہو گئی تھی، افطاری کے بعد وہ بی جی کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا اور وہ چپکے سے اپنے کمرے میں آ گئی، اس کا سامنا کرنے سے وہ کترا رہی تھی، مگر دل میں کہیں نہ کہیں اس کے آنے کی خوشی تھی تبھی اس کے لب کھل اٹھے تھے۔

☆☆☆

مصطفیٰ کے ایکسیڈنٹ کی اطلاع جب انوار ہاؤس پہنچی تو سب کے حواس خطا ہو گئے، قرآن پاک کی تلاوت کرتی مناہل نے حیرانگی سے ماما کی طرف دیکھا صبح کے چھ ہی بجے تھے اور وہ سحری کے بعد سو ہی نہیں پائی تھی عجیب سی وحشت اور بے چینی تھی دل کسی طور مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا اور اس خبر نے تو اس ساری ہمت چھین لی تھی، اس نے قرآن پاک بند کیا نجانے کب اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کے گال کو بھگونے لگے۔

''آپ حوصلہ کریں ماما کچھ نہیں ہو گا بھائی کو، ہم چلتے ہیں میں بابا کو بتا کر آتی ہوں۔'' روتی ہوئی سائرہ بیگم کو ایمان نے تسلی دی اور بابا کو بلانے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی، جب وہ تینوں ہاسپٹل کے لئے نکل رہے تھے تو مناہل کو وہیں بیٹھا دیکھ کر ایمان اس کے پاس آئی تھی۔

''آپی......آپی......آپی۔'' اس کے بار بار آواز دینے پر بھی مناہل کی طرف سے کوئی رسپانس نہ پا کر اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کیا تھا، مناہل کی نم آنکھیں دیکھ کر اس نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

''آپ رو رہی ہیں آپی۔'' ایمان کے سوال پر مناہل نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے آنسوؤں پونچھے تھے۔

''آپ چلیں گی ہمارے ساتھ۔'' ایمان کے پوچھنے پر مناہل نے گردن ہاں میں ہلائی تھی۔

ہوسپٹل پہنچ کر پٹیوں میں جکڑے وجود کو دیکھ کر وہ دہل گئی تھی بس اک پل لگا تھا اسے یہ جاننے میں وہ اس کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے جو ہمیشہ اس کی محبت سے انکاری تھی نہیں جان

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

پائی اس کی محبت کب کیسے چپکے سے اس کے دل میں پنجے گاڑ چکی تھی، اسے خبر تک نہ ہوئی نفرت نفرت کا ڈھول پیٹتے ہوئے اسے کب اسے محبت ہو گئی۔

اور آج اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے رات کا منظر پوری طرح یاد آ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں جڑی کی طرح بہہ رہے تھے، وہ ڈھے گئی تھی، وہ تو بولنے کا شوقین تھا مگر آج اس کے لب بالکل ساکت خاموش تھے وہ رو رہی تھی اس شخص کی محبت میں جس سے وہ نفرت کا دعوا کرتی تھی ایمان نے آہستگی سے اس کے کندھے پر سر رکھا تھا، وہ چونک اٹھی تھی ایمان اس سے سرگوشیانہ انداز میں اسے پکارا تھا۔

''آپ فکر مت کریں وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔'' کندھے پر سر رکھے رکھے اس نے انہیں تسلی دی۔

''وہ ٹھیک ہو جائے گا ناں۔'' نم آواز سے اس نے اک بار پھر سے پوچھا۔

''وہ ٹھیک ہے آپی آپ فکر مت کریں بس اللہ سے دعا کریں۔'' اس کا ہاتھ تھام کر ایمان نے اسے دلاسہ دیا۔

''ہاں میں دعا کروں گی اللہ سے وہ ضرور سنے گا اور اسے کچھ بھی نہیں ہو گا۔'' اپنے آنسو پونچھتی مناہل نے مضبوطی سے کہا تو ایمان نے بھی گردن تائید میں ہلائی تھی۔

☆☆☆

جائے نماز بچھائے اپنے رب کے آگے گڑ گڑا رہی تھی۔

''اے اللہ تو نے میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی ہے اے اللہ میں اسے تجھ سے مانگ رہی ہوں، میں نے اپنی نا سمجھی میں صرف ناشکرا پن کیا مگر میرے اللہ تو، تو رحیم ہے غفور ہے رحمٰن ہے اے اللہ تو رحیم ہے تو اپنی رحمت کر دے بخش دے اس کی زندگی اور اس کی عمر دراز کر دے اے اللہ تو اسے صحت عطا کر میرے اللہ تو اسے صحت عطا کر۔'' گڑگڑاتے ہوئے وہ سجدے میں جھکی ہوئی جب ایمان نے آ کر اسے اطلاع دی۔

''مصطفیٰ بھائی کو ہوش آ گیا ہے۔'' اس نے تشکر سے آسمان کی طرف دیکھا۔

''بے شک میرا اللہ رحیم ہے۔'' اس نے اسی وقت شکرانے کے نفل کے لئے نیت باندھی، ایمان نے حیرانگی سے اپنی اس بہن کو دیکھا جو ہر پل مصطفیٰ سے نفرت کا دم بھرتی تھی نکاح والے دن نروس بریک ڈاؤن اسے اچھی طرح یاد تھا اور آج وہ اسی مصطفیٰ کے لئے کتنی پریشان تھی۔

''مصطفیٰ بھائی کی محبت ان کے دل تک رسائی کر لی ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے کاریڈور سے واپس پلٹی تھی، یہ خوش خبری اسے مصطفیٰ کو بھی سنانی تھی۔

☆☆☆

''یہ تم نے بی جی کو کب سے بھرنا شروع کر دیا میرے خلاف۔'' وہ بستر بچھا کر لیٹنے کی تیاریوں میں تھی کہ عالم کی آواز پر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''میں بی جی کو کیوں کچھ کہوں گی۔'' وہ تکیہ درست کرتے ہوئے اطمینان سے بولی۔

''میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں تمہاری چال بازیوں میں کامیاب ہونے دوں گا۔'' وہ چیختے ہوئے بولا۔

''آپ خواہ مخواہ بات کو بڑھا رہے ہیں عالم۔'' وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے بول پڑی۔

''آپ نے پہلے بھی میری تذلیل کی میں

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

نے برداشت کر لی مگر اب یاد رکھیے میں کوئی الٹی سیدھی بات برداشت نہیں کروں گی، میں کوئی آپ کی خریدی ہوئی غلام نہیں ہوں جو ہر بات پر ظلم برداشت کروں گی۔'' اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

''یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں نے آپ سے محبت کی اور آپ کی زندگی میں شامل ہوئی۔'' وہ گھٹنوں میں سر دیے چکی تھی۔

''تم تو کافی بدل گئی ہو آئی لائیک اٹ۔'' اس کے پرسکون لہجے پر میرب نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا جواب مزے سے بال بنا رہا تھا۔

''پتہ ہے میرب میرا مسئلہ یہ تھا مجھے اپنے دوست کی بہن افشین پسند تھی جو بہت بولڈ اور ایکٹیو تھی، مجھے ڈرپوک اور بزدل لڑکیوں سے زیادہ نڈر اور بہادر لوگ پسند تھے اور افشین بھی مجھے اسی لئے پسند تھی وہ بہت بہادر تھی میں نے بی جی کو اپنی پسند کا بتایا مگر انہوں نے تو بہو کے روپ میں تمہیں پہلے ہی سلیکٹ کر لیا تھا اس لئے افشین کی ہزار خوبیاں بھی انہیں نظر نہ آئی اور پھر وہ ہوتا چلا گیا جو میرے لئے ناقابل برداشت تھا، اس ساری سچویشن سے میں نکلنا چاہتا تھا اس لئے یہاں سے نکل گیا، میں نے افشین کو تمہارے بارے میں بتایا مگر وہ مجھے شیئر کرنے کو تیار نہ تھی، اس کا کہنا تھا اس سے شادی سے پہلے مجھے تمہیں چھوڑنا ہوگا۔'' وہ ایک لمحے کے لئے رکا تھا میرب سانس روکے اسے سن رہی تھی۔

''مگر میرے لئے تمہیں چھوڑنا ناممکن تھا، کیونکہ بی جی کو تم سے بے پناہ محبت تھی اور شاید ایسا کرنے سے میں بی جی کو کھو دیتا اور میں بی جی کو کھو کر افشین کو نہیں اپنا سکتا تھا، اس لئے فیصلہ ہو گیا، زندگی جس طرح چل رہی تھی وہ اچھی نہیں تھی، مگر افسوس اپنی زندگی کو ٹھیک کرنے کی ہم دونوں نے کوئی کوشش نہیں کی فاصلے ختم ہونے کے بجائے بڑھتے جا رہے تھے، میں جان بوجھ کر وہ سب کرتا رہا جسے تمہیں تکلیف ہو اور تمہارے لب سے آواز نکلے مگر تم نہیں بولی، میں نے پہلے بھی کہا مجھے ڈرپوک لڑکیاں پسند نہیں تھیں جو اپنے حق کے لئے بھی نہ بول پاتی اس لئے مجھے تم سے چڑ ہونے لگی، میں تم سے اپنے ہر رویے کی معافی مانگتا ہوں میں نے تم جیسی پاکیزہ اور شریف لڑکی پر بے ہودہ الزام لگایا، پلیز جو ہو گیا ہے اسے تم اور میں دونوں بھول کر زندگی کی شروعات نئے سرے سے کرتے ہیں، مجھے تمہارا ساتھ تمہاری ہمراہی چاہیے تو کیا مسز عالم آپ کو میرا ساتھ قبول ہے۔'' وہ وارفتگی سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''نہیں۔'' وہ دو ٹوک انداز میں مخاطب ہوئی اور عالم کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔

☆☆☆

وہ گہری نیند میں تھا، جب کسی کے رونے کی آواز نے اس کی آنکھ کھول دی، وہ دشمن جاناں تھی، مصطفیٰ کے لبوں پر اک پل کے لئے مسکراہٹ آ گئی وہ اسے رونے سے منع کرنا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا وہ اس کی فکر نہ کرے مگر میڈیسن کے زیر اثر وہ دوبارہ غنودگی میں چلا گیا۔

''ابھی تک سو رہا ہے۔'' ماما کے پوچھنے پر اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

تایا ابو اور تائی امی آ گئے کیا؟ کافی دیر پہلے اس نے زبردستی گھر بھیجا تھا آرام کی غرض سے تائی امی کا بلڈ پریشر بھی ہائی ہو رہا تھا اور تایا ابو بھی کافی تھک گئے تھے۔

''ہاں آ گئے ہیں بس اللہ ہم سب کی پریشانیاں دور کرے بہت مشکل وقت تھا جو اللہ

www.paksociety.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

نے بخیر و عافیت گزار دیا، میری تو جان نکل گئی تھی مصطفیٰ کی حالت دیکھ کر، بھابھی تو اس کی ماں ہیں بڑی مشکل سے انہوں نے خود کو سنبھالا تھا اللہ پاک ساری ماؤں کے کلیجے ٹھنڈے رکھے۔" ان کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر مناہل نے بے ساختہ آمین کہا تھا۔

مصطفیٰ کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا اس کے زخم کافی بہتر ہو گئے تھے سب اس کا پورا خیال رکھ رہے ہیں، امی تو مستقل طور پر انوار ہاؤس شفٹ ہو چکی تھی۔

آج ستائیسواں روزہ تھا، ماما نے مصطفیٰ کے صحت یابی کی خوشی میں افطار ڈنر اریج کیا ہوا تھا، خاندان کے سبھی افراد مدعو تھے، شوبز کے بھی قریبی دوست انوائیٹڈ تھے، اس کی ساری کزنز اس پر رشک کر رہی تھیں اور ہمیشہ کی طرح وہ ناک سکوڑ کر نہیں بلکہ مسکرا کر سب کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی، جب کسی کے متوجہ کرنے پر وہ اس کی طرف پلٹی تھی بہت ہی خوبصورت لڑکی سامنے تھی جو میڈیا فیلڈ سے ہی وابستہ تھی۔

"سچ مناہل تم واقعی لکی ہو اتنا ہینڈسم اور ڈیشنگ پرسنالٹی والا بندہ تم پر بری طرح فدا ہے تمہیں شاید معلوم نہیں، علینہ جو ایک سپر ماڈل ہے اور ایک پروجیکٹ بھی اس نے مصطفیٰ کے ساتھ کیا ہوا ہے، وہ دیوانی تھی مصطفیٰ کی، ہر کوشش کر ڈالی تھی اس نے مصطفیٰ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی مگر مصطفیٰ نے کبھی اس کی پذیرائی نہیں کی، بلکہ اس نے تقریباً سب کو بتایا ہوا تھا وہ کمٹمنٹڈ ہے اور اسے اس لڑکی سے عشق ہے اور تم یقین کرو تمہیں دیکھ کر سچ میں خوشی ہوئی ہے تم اس کے ساتھ بہت اچھی لگتی ہو، اس کی قدر کرنا واقعی قسمت سے ملتے ہیں ایسے لوگ ورنہ دنیا بھری ہوتی ہے جھوٹ اور منافق لوگوں سے۔" انجانے میں ہی اس لڑکی نے مناہل کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھول دی تھی، اسے اچھی طرح اپنے نکاح والے دن اس لڑکی کی فون کال یاد تھی اس کا نام بھی تو علینہ تھا، اس نے اس لڑکی پر اعتبار کیا اور اپنی زندگی کو خود بھی تباہ کر ڈالا۔

"نہیں سارا قصور علینہ کا تو نہیں موقع تو میں نے اسے دیا تھا۔"

اس نے تو اک شک کا بیج بویا تھا تناور درخت تو پہلے ہی بنا ہوا تھا، اس نے ہمیشہ ہی مصطفیٰ کو مجرم سمجھا تھا یہ میں نے کیا کیا وہ خود سے الجھتی ہوئی سامنے سے آتے ہوئے مصطفیٰ سے ٹکرائی تھی۔

"سنبھل کر۔" مصطفیٰ نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھاما۔

مناہل نے اس شخص کی طرف دیکھا جو اس سے پیار کرتا تھا اور اس نے اس کو اور اس کے پیار کو ہوس کا نام دیا تھا اسے خود سے شرمندگی محسوس ہونے لگی تھی۔

"کیا نفرت انسان کو اتنا اندھا کر دیتی ہے کہ وہ انسان کی پرکھ بھول جائے۔" وہ نادم تھی اسے اتنا غم دینے پر، وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس وہ بہت پرکشش لگ رہا تھا، دل کی دنیا بدلی تھی تو دیکھنے کا انداز بھی بدل گیا، وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھنے میں مبہوت تھی۔

"ایم ساری مناہل تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری نہ ہو سکی میں مرتے مرتے پھر سے بچ گیا۔" اس کی طرف دیکھتے نارمل لہجے میں اس نے بات شروع کی۔

مناہل نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا اور منہ پر ہاتھ رکھے بغیر کچھ کہے تیزی سے وہاں سے بھاگتی ہوئی چلی گئی، مصطفیٰ کے لبوں پر اک جاندار مسکراہٹ آ گئی یہ کھیل اسے اب اچھا لگ

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner

رہا تھا، اسے یقین نہیں آ رہا تھا جب ایمان نے مناہل کی محبت اور اس کے بدلے ہوئے انداز کے بارے میں بتایا تھا، مگر اس دن ہاسپٹل میں جب وہ آنکھیں موندیں لیٹا تھا اسے اپنے ماتھے پر کسی لمس کا احساس ہوا تھا وہ آنکھیں کھولنا چاہتا تھا مگر نہیں کھولی، شاید مناہل بھی وہ گہری نیند میں ہے بھی اس نے اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیئے تھے، مصطفیٰ کو لگا اس کی سانس رک جائے گی، اس کی انگلیاں جب دھیرے دھیرے اس کا سر سہلا رہی تھیں تو اسے اپنی دعا کی قبولیت کی سند ملی تھی، وہ آنکھیں موندیں اس کی محبت کی شدت کو محسوس کر رہا تھا، وہ خوش تھا اور اس کی روز بروز بدلتی کیفیت اس کے دل کا حال بتا رہی تھی، اب مصطفیٰ کو یقین ہو گیا تھا مناہل کو اس سے سچ میں محبت ہو گئی ہے۔

''یہ رمضان سچ میں میرے لئے ڈھیروں ڈھیر خوشیاں لایا ہے بس اب اس کی زبان بھی اس بات کا اظہار کر دے کہ اسے بھی مجھ سے محبت ہے۔'' ایک بھرپور مسکراہٹ مصطفیٰ کے لبوں پر تھی۔

☆☆☆

''آپ کی ضد، آپ کی مرضی، آپ کی پسند آپ کی محبت اور آپ کے ذہن کا شک یہ سب آپ کے دماغ کا فتور ہے، اس میں میرا کیا قصور تھا، آپ کا دل و دماغ مجھے قبول نہیں کر رہا تھا اس میں میرے دل کا کیا گناہ تھا، مجھے عادت نہیں عالم اتنے اچھے رویے کی مجھے آپ کے اسی تلخ رویے کی عادت ہے مہربانی کر کے مجھ پر یہ دھوکے کی عنایت مت کریں، مجھے عادت ہے تنہا رہنے کی۔'' وہ پھٹ ہی تو پڑی تھی پچھلے دو تین دنوں سے عالم ہر ممکن کوشش کر رہا تھا سب ٹھیک کرنے کی مگر اسے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

''میں جانتا ہوں میرب میں نے تمہارا دل دکھایا ہے، تمہیں ٹارچر کیا ہے مگر یہ سچ ہے کہیں نہ کہیں میرے ساتھ تم بھی برابر کی شریک ہو، تم بھی ذمہ دار ہو یہ جو کچھ ہو رہا ہے، میری ہر زیادتی کو برداشت کر کے کبھی نہ تم نے مجھ سے سوال کیا، میرے کسی بھی عمل کا جواب طلب نہیں کیا، کبھی مجھ سے اپنا حق نہیں مانگا اگر میں نے دو قدم پیچھے کیے تو تم نے ہمارے مابین اونچی دیوار کھڑی کر دی جو توڑنا میرے لئے ممکن نہ تھا بدگمانیاں بڑھتی رہی ہمارے بیچ، تم نے بھی وضاحت طلب نہ کی اور میں نے بھی صفائی میں کچھ نہیں کہا، اگر تم بڑھ کر اپنا حق استعمال کر لیتی تو شاید یہ دوریاں اتنی نہ بڑھتی۔''

''آپ میری طرف سے پیش رفت کے منتظر رہے آپ کو کیا لگا تھا میرب آپ کے پاس آ کر اپنی محبت کی بھیک مانگے گی، اگر آپ سوچ رہے تھے ایسا ہو گا تو یہ بھول تھی آپ کی غلطی پر تھے آپ عالم میرا آپ سے تعلق روح کا ہے مجھے آپ کے ساتھ آپ کے نام آپ سے جڑے ہر رشتے سے دل کی گہرائیوں سے محبت تھی اور میں نے ہر رشتے کو خوش اسلوبی سے نبھایا ہے، مگر آپ نے کیا کہا مجھے ٹارچر کر کے مجھے ذہنی اذیت میں مبتلا رکھا، مجھ پر گھٹیا اور رکیک الزامات کی بھرمار کر دی، آدھی ادھوری باتیں سن کر آپ نے میرے کردار کی دھجیاں اڑا دی، آپ نے میرب کی محبت اور میرب دونوں کو مار دیا، اب تو صرف یہ زندہ لاش ہے۔''

''میرب اک موقع دے دو رمضان کے اس بابرکت مہینے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اب کوئی چیز ہمارے درمیان نہیں آئے گی، اس رشتے کو اک موقع دے دو میں پورے دل سے

Scanned with CamScanner

اس تعلق کو نبھانا چاہتا ہوں، میں شرمندہ ہو کر تم سے معافی مانگتا ہوں اپنے ہر فعل کی، خدا کی قسم ہر دکھ کا ازالہ کردوں گا۔'' وہ دو قدم آگے بڑھا تھا۔

''میرے دکھ صرف میرے ہیں عالم میں اپنے ہر دکھ کو سہنے کا حوصلہ رکھتی ہوں۔''

''تم اپنے دل میں ایک بار جھانک کر تو دیکھو تمہیں وہاں ہر جگہ میں ہی نظر آؤں گا محبت نہیں مرتی میرب تم نے جو دروازے بند کر دیے ہیں انہیں کھول کر اس محبت کو مجھ تک پہنچنے دو کہیں ایسا نہ ہو جائے پچھتاوے ہمارا مقدر بن جائیں۔''

''آپ سے کس نے کہا مجھے آپ سے محبت ہے۔'' وہ انکاری ہوئی تھی۔

''زبان سے کبھی نہیں کہا مگر تمہارے انداز نے مجھے بتایا تمہیں مجھ سے محبت ہے، میرے چہرے کی پریشانی تمہیں کیسے نظر آ جاتی ہے اس نے مجھے بتایا تمہیں مجھ سے محبت ہے، میری ہر زیادتی کو برداشت کرنا تمہاری خاموشی نے بتایا تمہیں مجھ سے محبت ہے اور سب سے بڑھ کر میرب جو پل ہمارے درمیان ہے وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے تمہیں مجھ سے محبت ہے میرب اور شاید یہ تمہاری محبت ہی تھی جو میں پلٹ کر تم تک آ گیا، میں نے تمہاری آنکھوں کو بارہا پڑھا ہے زبان جھوٹ بول سکتی ہے مگر آنکھیں جھوٹ نہیں بولتی، میرب تمہاری آنکھیں مجھ سے کہتی ہیں انہیں مجھ سے عشق ہے، پھر یہ گریز اور بے اعتنائی کیوں؟''

''آپ نے مجھے بہت ستایا ہے عالم۔'' وہ بکھر رہی تھی۔

''اب تمہیں کبھی نہیں ستاؤں گا جان عالم۔'' وہ اسے محبت سے سمیٹ رہا تھا۔

''کل عید ہے میرب اور یہ عید اور ہر آنے والی کئی عیدیں میں تمہارے ساتھ تمہاری ہمراہی میں گزارنا چاہتا ہوں۔'' اس کا ہاتھ تھام کر وہ محبت کی پہلی مہر ثبت کر رہا تھا، میرب نے مچل کر آزاد ہونا چاہا تو اس نے گرفت مضبوط کر لی میرب نے سر جھکا لیا وہ اس کی آنکھوں کی تپش کی تاب نہیں لا سکتی تھی اتنی محبت وہ خود پر نازاں تھی قدرت اس پر مہربان ہو گئی، حالات کو اس پر رحم آ گیا تھا۔

''تم جانتی ہو میرب تم بہت خوبصورت ہو تمہاری کالی زلفوں میں تاریکی کا سماں بندھا ہے، مجھے احساس ہوا ہے تم ساتھ میرا لئے سکون کا باعث ہے۔''

محبت نے بالآخر خود کو منوا لیا تھا عالم کی پناہ میں آ کر میرب مطمئن ہو گئی تھی آج مہینوں بعد اس کے چہرے پر سکون اور طمانیت نظر آ رہی تھی، وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر کرتی کم تھا رمضان کے اس بابرکت مہینے میں اللہ نے اسے سب سے سچی خوشی عطا کی تھی عالم کے کندھے پر سر رکھے ہوئے وہ پرسکون انداز میں مسکرادی۔

☆☆☆

آج چاند رات تھی ایمان اور مناہل کب سے چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے مگر آسمان پر چھائے بادل اور گرد آلو فضا انہیں چاند دیکھنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی، ماما کے بلانے پر ایمان نیچے چلی گئی اور وہ آرام سے جھولے پر بیٹھ کر چاند ڈھونڈنے لگی، نظریں آسمان پر مرکوز تھی، مگر سوچیں صرف اور صرف مصطفیٰ کے گرد گھوم رہی تھی، جو ہر پل ہر دم محبت کا دعوا کرتا تھا اور اب جیسے بھول ہی گیا ہو کتنی دفعہ اس نے بات کرنے کی کوشش کی، مگر وہ تو ہر چیز سے انجان ہی نظر آیا۔

''شاید میری نفرت کی وجہ سے وہ اپنی محبت

digest library.com

بھول گیا ہے میرے ساتھ اچھا ہی ہوا یہی میری سزا ہے، میں نے اس کے خلوص اور چاہت کی قدر نہ کی۔'' اس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں، آنکھیں موندیں اس نے جھولے کی پشت سے ٹیک لگالی، وہ دنیا و مافیا سے بے خبر ہو کر اس دشمن جان کو یاد کر رہی تھی۔

''افسردہ ہو۔'' اس کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا تو مصطفیٰ سامنے کھڑا تھا، دل نے کتنی شدت سے چاہا تھا وہ آ جائے اور وہ آ گیا، وہ زیر لب مسکرا کر اس نے نظریں جھکالی تھیں۔

''تمہیں کیسی لگ رہی ہوں۔'' آہستگی سے سوال کر کے آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔

''بہت خوبصورت مگر تھوڑی تھوڑی پریشان۔'' اپنے مخصوص انداز میں کہتا وہ اس کے ساتھ جھولے میں بیٹھ چکا تھا، مناہل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔

''کیا ہوا جناب میں وہی مصطفیٰ ہوں جو تم پر فدا تھا اور ہوں اور ہمیشہ رہے گا سوچا تم چاند کے لئے اتنا پریشان ہو تو چاند کے درشن کرا دیے جائے تو چاند حاضر ہے جناب۔'' سر کو خم دیتے ہوئے وہ شرارت سے گویا ہوا۔

''یعنی یہ آپ کا پلان تھا اور آپ مجھے تنگ کر رہے تھے۔'' اشک گال بھگونے لگے۔

''نہیں بلکہ خود کو تنگ کر رہا تھا تمہیں تکلیف میں دیکھ کر میں کتنا اذیت میں مبتلا ہو جاتا تھا مگر دل کو اچھا لگتا تھا تم میری پرواہ کرنے لگی ہو میرے لئے پریشان رہتی ہو بس پھر کیا تمہیں تنگ کرنے میں دل سے مزا آتا تھا قسم سے ویسے اب تو یقین ہے تمہارا تایا کا بیٹا اپنے چچا کی بیٹی سے فلرٹ نہیں بلکہ شدید محبت کرتا ہے۔'' اس کے کہنے پر مناہل نے مسکرا کر سر کو مزید جھکالیا۔

تبھی چاروں طرف سے شور اٹھا چاند نظر آ گیا، بادل چھٹ چکے تھے آسمان پر باریک سا چاند نظر آ رہا تھا۔

''یہ لو ادھر تمہارے چاند نے انٹری ماری ادھر عید کا چاند بھی منظر عام پر آ گیا۔'' اس کے چہرے سے نگاہ اٹھاتے ہوئے مصطفیٰ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے متوجہ کیا۔

''چاند رات مبارک ہو آپ کو۔'' بہت ہی دھیمے لہجے میں اس نے محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بس اتنے لمبے انتظار کے بعد خالی خولی مبارک باد۔'' مصطفیٰ کے شرارت سے کہنے پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی، مصطفیٰ نے لپک کر اس کا آنچل تھاما تھا وہ اک جھٹکے سے رکی۔

''پلیز مصطفیٰ۔'' اس نے جیسے التجا کی۔

''تمہیں کچھ یاد ہے مناہل سچویشن پرانی ہے مگر ڈائیلاگ نئے ہیں۔'' وہ اس کے قریب آ چکا تھا، مناہل کی سانس اٹکی ہوئی تھی، پتہ نہیں آج دل کیوں اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا، مصطفیٰ نے اس کے ہوائیاں اڑتے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔

''لگتا نہیں تمہیں تبدیلی آ نہیں رہی بلکہ آ چکی ہے۔'' اس کے کہنے پر مناہل کا قہقہہ بے ساختہ تھا اور سیڑھیاں چڑھتی ایمان نے ان کی دائمی خوشیوں کی صدق دل سے چاند کو دیکھ کر دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھا لئے تھے۔

☆☆☆

www.Paksociety.com

Scanned with CamScanner